ضیاء القلوب اردو

باھتمام

وقار علی ابن مختار علی

ناشر: مکتبہ تھانوی دیوبند

MAKTABA-E-THANVI

تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ نسخۂ مفیدہ مسمّٰی بہ!

ضیاء القلوب اردو

مؤلفہ

حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

کتب خانہ راشد کمپنی دیوبند

یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

تعریف کے تمام مرتبے اُس یکتا کیواسطے مخصوص ہیں جسکو تمام موجودات پُوجتے ہیں اور جو اپنے وجود میں قیدوں سے آزاد ہے اور بڑے مرتبہ والا ہے اور ہر شان کی نعمت اُن محترم رسول کیواسطے ہی جو دنیا کے وجود کا سبب اور خدا کے سچے قائم مقام ہیں خدا اُن پر اور اُنکے متعلقین اور دوستوں پر رحمت کی بارش کرے۔ اس مذہبی فرض ادا کرنیکے بعد جناب تقدس مآب مجمع الفضائل والمناقب صاحب الشریعت و الطریقت مولانا و مرشد نا و ہادینا میاں جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہٗ کا ایک ادنیٰ خادم اور اُن کی درگاہ اقدس کا ایک کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی باادب عرض کرتا ہے کہ میرے بعض مخلصین و یاران طریقت علی الخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد ضامن[1] شہید فاروقی چشتی کے لخت جگر ہیں باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندان چشتیہ صابریہ قدوسیہ جن اشغال میں مشغول ہوئے تھے اور جو اذکار و مراقبات اُنکے معمول بہا تھے اُن کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیجئے جس پر عمل کیا جائے اور آئندہ کے لئے کام آئے۔ کیونکہ آپ کی حرم محترم کی جاروب کشی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہوگئی ہے کجا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت حاصل کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہوسکتی - اگرچہ اس کمترین اور نالائق کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی اصرار سے روتا بی کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا۔ اور بحکم الٰہی اسکی کتابت پر مامور ہوا۔ کیونکہ عادت الٰہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اُسکے زبان و قلم سے اُن لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے۔ اسوجہ سے مجھکو اپنے خاندان کے اکابرین اور رہبر و مرشد سے جو کچھ سلسلۂ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے متعلق واقفیتیں حاصل ہوئی ہیں اُن کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کرتا ہوں، شاید میری یہ کوشش بارآور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے اُنکو معتد بہ فائدہ اور جو مقصود اس اصرار کا تھا حاصل ہو۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ[2]

اب معلوم کرنا چاہئے کہ چونکہ قادریہ حضرات و مشائخ چشتیہ میں بہت بڑا نسبتی اتحاد ہے اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہوگئے ہیں اور امتیازی فرق فنا ہوگیا یہانتک

---

[1] خلیفہ خاص حضرت مرشد ۱۲ [2] اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے ۱۲

کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور مراد دونوں کی متحد ہے
اسواسطے میں بھی دونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط لکھتا ہوں سالک اور سمجھدار پر فرق اور امتیاز خود ظاہر
ہوجائیگا - اور اسکا نام ضیاء القلوب[1] رکھا واللہ ولی التوفیق۔ مقدمہ :- جان تو (خدا تیری طریقہ
سلوک میں مدد کرے) اگر کسی سالک کو خدا کی راہ[2] پر اور اسکے صراط مستقیم پر گامزنی کی توفیق دیجاتی ہے تو
اُسکا قلب انوار ہدایت سے منور کر دیا جاتا ہے اور ضلالت و گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ
مَنْ يَّشَاءُ۔ اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اسکے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہوجاتی
ہے اور اپنے معاصی کو یاد کر کے عنان استغفار ہاتھ میں لیکر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رخ کرتا ہے اور
ظاہر ہے کہ اسوقت کامیابی اور فوزِ مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کی جبہہ سائی کے حاصل نہیں ہوسکتا۔
تو اسکو بھی چاہیئے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تاکہ شیطانی وساوس و ہواے نفسانی
سے اُسکے التفات و توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراض باطنی کیلیے اُسی حکیم حاذق کے بتائے ہوئے نسخے کو
استعمال کرے کیونکہ جبتک اندرونی امراض (حسد، بخل، غرور، کینہ، ریا، وغیرہ) کا انسداد نہ ہوجائیگا اور اُنکی
جگہ اوصاف حمیدہ (علم، حلم، سخاوت، خاکساری، تحقیر نفس، کم خوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ) نہ پیدا ہونگے
اُسوقت تک وصول الی اللہ نہیں ہوسکتا۔ انھیں ضرورتوں کو مدنظر رکھکر کسی مرشد کے سامنے زانوئے
ادب طے کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ
كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ[3] دوسری جگہ فرماتا ہے وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ[4]۔ ان دونوں آیتوں میں صیغۂ امر
مستعمل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم وجوبی حکم ہے۔ نیز بیعت کرنا اور کسی مرشد کامل کی غاشیہ برداری ایک
ایسا فعل ہے جو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیطرف
بھی منسوب ہے۔ کلام اللہ میں ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ[5] ایضاً اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ
الشَّجَرَةِ[6]۔ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اَلشَّيْخُ فِيْ قَوْمِهٖ[7]۔ الحدیث۔ نیز پیشوایانِ اسلام کا ارشاد ہے کہ جو
شخص رب العالمین کی ہمنشینی کرنا چاہتا ہے اسکو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور
چونکہ شیوخ قوم نائبینِ رسول ہیں اسلئے اُن کی خدمت ضروری ہے۔
بنابریں جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت میں شیخ کامل کے صرف کریگا اور اپنے نفس کا اختیار کلی

---

[1] نام تاریخی مرغوب دل ۱۲ [2] اے مسلمانو! خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۱۲ [3] جس کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کرو ۱۲ [4] اے محمدؐ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کی بیعت کرتے ہیں ۱۲ [5] جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۲ شہید [6] شیخ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ شہید۔

اسکو دیدیگا اسکے متعلق قوی امید ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہوجائے۔ تنبیہ: اس وقت ہم طریق سلوک مجمل اور مختصر تحریر کرتے ہیں۔ چونکہ ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علٰحدہ علٰحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنا بریں سلوک کے طریقے لاتعداد ہوگئے ہیں ان سب میں تین راستے بہت قریب کے ہیں۔

پہلا طریقہ صلحاء واخیار کا ہے
جسمیں تمام شرعی فرائض روزہ نماز تلاوت قرآنمجید جہاد حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے

دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضات کرنے والوں کا ہے
اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کجرویوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں۔ اس راہ میں اکثر فائز المرام ہوتے ہیں۔

تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے
یہ تمام علائق دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی صحبتوں سے جدا رہتے ہیں انکا مطمح نظر سوائے درود واشتیاق ذکر وشکر کے کچھ نہیں ہے۔ انکے نقطۂ نظر سے کشف وکرامات مستحسن نہیں ہیں اور اپنے وقت کو موتوا قبل ان تموتوا کی استقامت میں صرف کرتے ہیں۔ یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے۔ اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دس ہیں **اوّل** توبہ یعنی کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو جیساکہ موت کے وقت ہوجاتا ہے **دوسرے** زہد یعنی دنیا ومافیہا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیساکہ موت کے وقت ہوجاتا ہے **تیسرے** توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کردے جیساکہ موت کیوقت کر دیتا ہے **چوتھے** قناعت یعنی جیساکہ موت کے وقت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کردیتا ہے ترک کردے **پانچویں** عزلت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیساکہ موت کے وقت کرتا ہے **چھٹے** توجہ یعنی جسطرح موت کیوقت خدا ہی کیطرف توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے **ساتویں** صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیساکہ موت کے وقت ہوتا ہے **آٹھویں** رضا یعنی اپنے نفس کی رضامندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضا پر رضامند رہے اور اسکے ازلی احکام کا پابند ہوجائے جیساکہ موت کیوقت ہوجاتا ہے **نویں** ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کردے جیساکہ موت کے وقت ہوتا ہے۔ **دسویں** مراقبہ یعنی اپنے تمام [illegible] قوت واختیار کو چھوڑ دے جیساکہ موت کے وقت ہوتا ہے۔ پس ہر طالب کو چاہیے کہ پہلے اتباع حق [illegible] اخلاقیوں سے کہ لوازم مادیت سے ہیں اپنے کو محفوظ رکھے اور اپنے کو

ع۵ مرنے سے پہلے اپنے کو مرا ہوا سمجھو۔

کمالات ومحاسن کا جامع بنائے اور دل میں سوائے خدا کے کسی کے خیال کو جگہ نہ دے۔

فصل طریقہ بیعت میں

پیر کو چاہیے جس وقت بیعت لینے لگے اپنے سامنے مرید کو باادب بٹھائے اور خطبہ ذیل پڑھنا شروع کرے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ سے اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ تک پڑھکر اپنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھدے اور پھر یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ سے بارک اللّٰہ لنا ولکم تک پڑھے اگر مرید ہونیوالی عورت ہو تو بجائے طریقہ مذکورہ کے رومال یا چادر یا پگڑی کا ایک گوشہ اسکے ہاتھ میں دیدے۔ اور ہر مرید سے یہ کہلانا چاہیے کہ میں تمام اُن دینوں سے جو کفر و شرک کے حامل ہیں اظہار بیزاری کرتا ہوں اور اللہ اور اُس کے سچے رسول پر ایمان لاتا ہوں اور دین اسلام کو اپنا دستور العمل بناتا ہوں اور اپنے تمام گناہوں پر اظہار شرمندگی کرتا ہوں اور اُنسے پرہیز کا عہد کرتا ہوں اور محض خدا کی رضامندی کیلئے دنیا اور اسکے لذات کو ترک کرتا ہوں اسکے بعد پڑھے رضیت باللّٰہ الخ اسکے کلمہ شہادت پڑھے اور کہے کہ میں نے فلاں ابن فلاں پیر کے ہاتھ پر فلاں سلسلے میں بیعت کی اور دعا کرے بار الٰہا اس سلسلہ کے مقدس حضرات سے مجھکو برکت اور فیض حاصل کرنے دے اور قیامت کے دن مجھکو انھیں کے ساتھ اُٹھا اُسکے بعد پیر کو مرید کی حیثیت دیکھکر طریقہ ذکر تعلیم کرنا چاہئے۔ اور پیر کو چاہئے کہ سلوک طریقت کے آداب اسکو تعلیم کرے اور اس پر نظر التفات رکھے اور اُسکے گوش گذار کردے کہ اپنے مقصد میں کامیابی بغیر پابندی شرع کے نہیں ہوسکتی اسواسطے احکام شرع کی پابندی ضروری ہے اور اُسکے عقائد کی اصلاح کرے اور بتادے جو مکاشفہ خلاف شرع ظاہر ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہے اور محرمات سے اجتناب اور کبائر سے پرہیز کی تاکید کرے اور بتادے کہ تمام اشغال پر احکام شرعی مقدم ہیں۔

لہ سب تعریفیں خدا ہی کیلئے ہیں ہم اُس سے مدد مانگتے ہیں اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں ہم خدا کے واسطے پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے گناہوں کی برائیوں سے کیونکہ جسکو خدا ہدایت دیتا ہے اسکو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسکو خدا گمراہ کرتا ہے اسکا کوئی رہبر نہیں۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ فرد ہے اُسکا کوئی شریک نہیں ہے نیز اسکی گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ خدا کے رسول اور اسکے بندے ہیں مسلمانو! ایمان لاؤ اور خدا تک رسائی کے وسائل بہم پہنچاؤ اور جہاد کرو خدا کی راہ میں یقیناً تم فلاح پاؤگے اے محمدؐ جو تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ خدا کی بیعت کرتے ہیں ۱۲ لہ خدا کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں پر ہے جو شخص بیعت توڑے گا تو اسکا نقصان اسکو خود برداشت کرنا پڑیگا اور جو خدا کے وعدے کو پورا کریگا اُسکو بڑا اجر دیا جائیگا۔ اللہ ہم سب کو نفع دے اور بیعت مبارک کرے ۱۲ لہ خدا کو اسکے پروردگار ہونے اور اسلام کو دین متین ہونے اور محمدؐ کو رسول ہونیکی وجہ سے پسند کرتا ہوں لہ

عہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ عہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا وَنَفَعَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ وَبَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ

عہ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

پہلا باب حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات کے بیان میں

پہلی فصل ذکر تلقین میں پیر کو چاہیئے کہ ارواح مشائخ کے فاتحہ اور ادائے ختم کے بعد متواتر تین روز دن کا حکم دے اور کہے کہ ان ایام میں کلمۂ طیبہ اور استغفار و درود شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اُسکو خلوت میں لیجائے جس میں اسکے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اسکو دو زانو مؤدب بٹھائے اور پہلے اسکی طرف توجہ کرے تاکہ اُسکا ذہن بآسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔ اور

توجہ کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اُسکے دل کے مقابل کرکے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اُسکے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اسکو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اسکے دل میں سرایت کر رہا ہے۔ اور یہ ضربیں ایک سو ایک بار ہونا چاہئیں تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اسکے قلب پر اثر کرے اور اسکا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے۔ بعد ازیں جو ذکر اسکی حیثیت کے مطابق ہو اسکو دینا چاہیئے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیئے تاکہ انوار و اسرار اسکو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دعاؤں اور اذکار کو ایکبار مرشد پڑھ جائے اور مرید سُنتا رہے۔ یہ عمل تین بار ہونا چاہیئے اسکے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ مجھکو اپنے شیوخ سے حاصل ہوا ہے تجھکو دیدیا اور مرید کہے کہ میں قبول کیا۔ اسکے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک حجرے میں رہنے کی تعلیم دے جس کی وسعت صرف لیٹنے اور کھڑے ہونے کو کافی ہو اور شور و غل کی اُسمیں آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہیئے کہ اُس حجرے میں پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار زانو اسطرح بیٹھے کہ اُسکی پیٹھ میں کوئی کجی نہ ہو اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور اُنگلیاں کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیماس (ایک رگ ہے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے) کو دبائے اسکے بعد خشوع و خضوع و حضور قلب سے یا حیّ یا قیوم[1] پڑھے اسکے بعد محاسبہ اور مجاہدہ کے طریقہ سے ذکر میں تکرار و ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہر یا خفیہ سے جس سے اُسکو ذوق و انبساط پیدا ہوا ہو اور لذت ذکر سے بیخودی ہو مشغول ہونا چاہیئے اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدار شیخ سے استمداد کرے اور بدستور شغل میں مشغول ہو جائے تاکہ خطرات اور وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں دفع ہو جاویں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ نفس

[1] یا حَیُّ یا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ۔

حاصل ہو جائے تاکہ اُس ذکر کا اثر اُسکے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہو جائے۔ اور مکاشفاتِ انوارِ غیبی کا مظہر بنے اور حقائق اشیاء اُس پر منکشف ہو جائیں اور عالمِ ارواح سے ملاقات اور ذکرِ حقیقی و شہودِ حق حاصل ہو جائے

فائدہ :- جب ذکر کرنیوالا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرلے کہ اُسکی قلبی حرکت کا احساس اُسکے دل کی زبان سے ہو سکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اُسکی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ پہلے کوئی عضو ایسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کیلئے مخصوص ہے اور اُسکے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں اور کبھی سر بلا تحریک حرکت کرنے لگتے ہیں یہانتک کہ اسکو تمام دنیا متحرک نظر آنے لگتی ہے۔ ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور تھوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف انکشافات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہو جاتا ہے مرید کو چاہئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوئی تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذاکر پائے گا اور تمام اعضاء قلب کے ہمسر ہو جائیں گے۔ اس ذکر میں ذاکر تمام اعضاء کا ذکر سنتا ہے۔

ایک فرقہ کا یہ خیال کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذاکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سنتے ہیں، بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ذاکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سُن سکتا بلکہ اُسی ذاکر میں سننے کی طاقت ہی جو سالک ہو۔ اس ذکر کو اصطلاحِ صوفیاء میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان

ابتدائے کتاب سے اسوقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جاچکا ہے لیکن ابتک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہی۔ ذکر اصطلاح صوفیہ میں اسکو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضورِ قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے اَنَا مَعَ عَبْدِیْ الخ اور بحکم سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا پوری توجہ سے یادِ الٰہی میں اسطرح منہمک ہو جائے کہ اپنے نفس سے بالکل بے خبر ہو جائے اور اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ الخ کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور ذکر اُسکی زندگی ہو جائے۔

جاننا چاہیئے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہو جانا ہے تو جس عمل سے

[1] ذاکر کو چاہئے کہ اس غیر اختیاری حرکت پر متوجہ نہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف رکھے ۱۲ [2] اَنَا مَعَ عَبْدِیْ مَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ وَاَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ ۱۲ [3] جب میرا بندہ مجھکو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اُسکے ہونٹ حرکت کرتے ہیں میں اُسکے ساتھ ہو جاتا ہوں اور جو مجھکو یاد کرتا ہے میں اُس کا ہمنشین اور جلیس ہوں ۱۲ [4] خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۱۲ [5] اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِہِمْ ۱۲ [6] جو خدا کو اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں ۱۲۔

یہ فائدہ حاصل ہو جائے وہی ذکر کہا جا سکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائیں ہوں لیکن یہ فضل اُس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ذاکر اپنے کو مٹا نہ دے۔ طالب خدا اُسکے ذکر میں اسطرح منہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے۔ جب طالب اس درجہ تک پہونچ جائیگا تو اخلاق حسنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، قناعت، صبر، تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہو جائینگے اور اُس پر انوار الٰہیہ کی اسقدر تجلیاں ہونگی کہ اُسکے حواس خمسہ مغلوب اور مستور ہو جائیں گے اور ذکر و ذاکر دونوں فنا ہو جائینگے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہجائیگا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ[1] چونکہ حدیث میں افضل الذکر لا اِلٰہ اِلا اللہ آیا ہے[2] اسواسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں۔ اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں

مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار قسمیں ہیں' اوّل ناسوتی جیسے لا اِلٰہ اِلا اللہ دوسرے ملکوتی جیسے اِلا اللہ تیسرے جبروتی جیسے اللہ چوتھے لاہوتی جیسے ھُو ھُو۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سِر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دلی اور مشاہدہ کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سِرّی کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ ذاکر کو چاہیے کہ اس ذکر میں لا اِلٰہ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کر دے اور اِلا اللہ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قائم کر دے۔

فصل:۔ ذکر جہر نفی و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع اُن بارہ تسبیحوں کے جو حضرات چشتیہ کی معمول ہیں۔ ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہو کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ الخ[3] پڑھے اور توبہ و استغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الخ اکیس بار[4] پڑھکر درود اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الخ[5] تین بار عروج و نزول کے طریقہ پر پڑھے[6] اور چار زانو بیٹھ جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اُسکے پاس والی اُنگلی سے رگ کیماس[7] کو مضبوط پکڑے اور اپنے دونوں ہاتھ زانو پر رکھدے اور قبلہ رُو ہو جائے اور لا اِلٰہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی اُنگلی اُٹھائے اور اِلا اللہ کہتے وقت

---

[1] خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود سوائے اُسکے کوئی نہیں ہے [2] چونکہ حدیث میں ہے افضل الذکر لا اِلٰہ اِلا اللہ سب ذکروں ... میں لا اِلٰہ اِلا اللہ کا ذکر افضل ہے ۱۲ [3] اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ [3a] اے اللہ اپنے غیر سے میرا دل پاک کر دے اور اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کر دے ۱۲ [4] اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ [4a] اپنے گناہوں کی بخشش اُس خدا سے چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ثابت اور زندہ ہے ۱۲ [5] اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ۔ [6] صلوٰة و سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور اُسکے نبی ۱۲ [7] جو گھٹنے کے اندر کی طرف ہے ۱۲

انگلی رکھدے اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اعوذ اور بسم اللہ کہہ کر
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ[1] تین بار اور کلمۂ شہادت ایک بار پڑھے اسکے بعد سر کو اتنا جھکائے کہ
پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لا الٰہ کہتا ہوا داہنے گھٹنے کے قریب
لائے اور تین ضربیں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال کر کے جھکائے کہ میں نے
ماسوائے اللہ کو پس پشت ڈالدیا اور سانس توڑ کر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب پوری طاقت سے دل پر لگائے
اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق و محبت سے لبریز ہو گیا ہے۔ اور موقع نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع
اثبات میں بند رکھنا چاہئیں۔ اسیطرح دو سو بار کہے اور اسکو چہار ضربی کہتے ہیں اور ہر دس کے بعد
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے لیکن مبتدی کو اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت لا معبود اور متوسط کو لا مقصود یا لا مطلوب
اور کامل کو لا موجود اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہئے اسکے بعد تھوڑی دیر مراقب خیال کرے کہ
فیوضات الٰہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی
خطرہ اور داہنے میں نفسانی خطرہ اور داہنے شانہ میں ملکی خطرہ اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں
گھٹنے پر لا الٰہ خطرۂ شیطانی کی اور داہنے گھٹنے پر پہونچنے تک نفسانی خطرہ کی اور شانے پر پہونچنے تک
ملکی خطرہ کی نفی کرے اور الا اللہ سے رحمانی خطرہ کا اثبات کرے اور مرید کے غیر عربی ہونے کی صورت میں اسکو
اذکار و ادعیہ اُس زبان میں تعلیم دینا چاہئے جسکو وہ سمجھتا ہو۔

نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ:۔ ہر خطرہ اور ہر خیال کے علحدہ علحدہ نفی کرنیسے ایک گونہ باطنی
تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اسواسطے مرشد کو نفی کلی تعلیم دینا چاہئے تاکہ خطرات کی بالکلیہ نفی ہو جائے۔ چنانچہ متاخرین
اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لا الٰہ میں لا کو پوری طاقت سے کھینچکر اور لفظ الٰہ کو داہنے بازو تک لیجا کر سر کو
پیٹھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر یہ خیال کر کے کہ میں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کر کے اسکو پس پشت
ڈالدیا اور پھر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائےگا اور جو ملاحظات ذکر نفی و اثبات میں پہلے بیان
کئے گئے ہیں وہی یہاں بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں (ذکر حبس یا بغیر حبس ذکر
جاروب، ذکر ارہ) میں چار زانو بیٹھتے ہیں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

اثبات مجرد کے ذکر کا طریقہ:۔ ذاکر کو چاہئے کہ اپنی کمر سیدھی کر کے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں
پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو داہنے شانے کی طرف لیجا کر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب دل پر لگائے اور الا اللہ
کہتے وقت لَا مَوْجُوْدَ[2] وَلَیْسَ مَعَہٗ غَیْرِیْ کا تصور کرے۔ اسیطرح چار سو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق

[1] خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں ۱۲ [2] خدا کے پاس میرے سوا کوئی نہیں ہے ۱۲

ایک بار کلمۂ شہادت اور تین بار کلمۂ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے۔ اس ضرب کو اصطلاحِ صوفیہ میں ایک ضربی کہتے ہیں۔

اسمِ ذات کے ذکر کا طریقہ اسکے بعد قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ کے مطابق اسطرح ذکر کرے کہ پہلے حرف لفظ اللہ کی ہ کو پیش اور اُسکے بعد لفظ اَللّٰہ کی ہ کو جزم دے پھر دونوں آنکھیں بند کر کے سر داہنے شانے کی طرف لیجاکر اسمائے صفات اُمہات کا یقین کرے اور پہلے لفظ اَللّٰہُ کی ضرب لطیفہ روح پر لگائے اور دوسرے لفظ اَللّٰہ کی ضرب فضائے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسمِ ذات دو ضربی کہتے ہیں چھ سو بار کرے مگر نو دفعہ اللّٰہُ اللّٰہُ اور دسویں مرتبہ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ میں سے کوئی اسم کہے مگر اسطرح کہ پہلے ضرب کے بعد اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اور دوسری میں اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اور تیسری کے بعد اَللّٰہُ مَعِیْ اور پھر ہر دس کے بعد اَللّٰہُ حَاضِرِیْ الخ عروج و نزول کے طریقہ پر پڑھے لیکن یہ ضروری ہے کہ اُس ذکر کے معنی سمجھتا جائے تاکہ ذکر کا شوق اور اُس میں لطف حاصل ہو اور سستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے۔ اسکے بعد پھر طریقہ بالا پر کلمۂ طیبہ تین بار اور کلمۂ شہادت ایک بار پڑھے پھر سر کو داہنے شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمۂ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ایک ایک دفعہ کلمۂ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھکر درود و استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر حضور قلب سے ایصالِ ثواب کرے اسکے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ کرے اور جس ذکر میں اسکو لطف آئے صبح تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو ورنہ ذکر و شغل و مراقبہ میں مشغول ہو جائے یا اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کر کے شریک ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ اِلَّا اللّٰہُ میں لفظ اَللّٰہُ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں اِلَّا اللّٰہُ کا اعادہ بڑی تعداد میں کرے اور ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

۱ه اللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ ۱۲ ۲ه جو داہنے پستان کے نیچے ہے ۱۲ ۳ه اللہ میرے پاس ہے اللہ مجھکو دیکھتا ہے اللہ میرے ساتھ ہے ۱۲ ۴ه اللہ میرے پاس ہے اللہ مجھکو دیکھتا ہے اللہ میرے ساتھ ہے ۱۲ ۵ه کیونکہ ایصالِ ثواب ایک ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اُس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اس ایصال سے اُس کا قلب فیوضاتِ مشائخ کا مہبط ہو جائے گا جس سے اپنے مقصود میں کامیابی کی زائد توقع ہے ۱۲ شہید ۶ه مراقبہ اصطلاح صوفیہ میں اپنے قلب کو غیر خدا سے صاف و پاک رکھنے اور کسی غیر خدا کا دل میں خیال نہ لانے کو کہتے ہیں اور لغۃً محض گردن جھکا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں ۱۲ شہید۔

۷ه اگر ذاکر ذکر جہری سے گھبرا جائے تو ذکر خفی کرے اور اس میں بھی لطف نہ آوے تو اور ذکر میں مشغول ہو اگر اس سے بھی لطف نہ آوے تو مراقبہ کرے ۱۲ شہید ۸ه اللّٰہُ حَاضِرِیْ اللّٰہُ نَاظِرِیْ اللّٰہُ مَعِیْ ۱۲

نفی واثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ

بفحوائے اِنَّ فِی جَسَدِ ادمَ الخ[۸] چونکہ دل کو سات لطیف چیزوں سے مناسبت ہے اسوجہ سے نفی واثبات کے ذکر کے بھی سات مرتبے تجویز کئے گئے ہیں اور ہر درجہ میں نفی واثبات ہے پس ذکر زبانی (جو اجسام سے متعلق ہے) میں مرید کو اسطرح مشغول ہوجانا چاہیئے کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ نکلے۔ جب سالک یہ حیثیت پیدا کرلیتا ہے تو عالم مادیت سے تجاوز کرکے مرتبہ لطیف پر پہونچ جاتا ہے۔ مرید کو چاہیئے کہ اس ذکر یعنی لاالٰہ کے ذکر و فکر میں اس درجہ منہمک ہوجائے کہ بجز الا اللہ کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی ہوجائے۔ اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے تو وہ مرتبہ نفس سے خارج ہوکر دل کے مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر الا اللہ ہے اسواسطے اسکو الا اللہ کا تصور حضور قلب سے کرنا چاہیئے اور اپنی ذات و صفات کو جناب باری کی ذات و صفات کے ساتھ اسطرح مربوط کردے کہ الا اللہ سے استثناء کی نفی[۹] ہوجائے۔ جب سالک یہ مرتبہ حاصل کرلیتا ہے تو مرتبۂ دل سے متجاوز ہوکر مرتبہ روح پر پہونچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اسواسطے سالک کو چاہیئے کہ اسم ذات کے ذکر میں اسطرح متوجہ ہوجائے کہ الف لام جو اللہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہُو رہجاوے۔ اس مرتبہ پر پہونچنے پر سالک سراپا ذکر ہوجائیگا اور مرتبۂ روح سے ترقی کرکے مرتبۂ سر پر پہونچ جائے گا۔ اسکے بعد اسکو ہُو ہُو کے ذکر میں اسقدر منہمک ہوجانا چاہیئے کہ خود مذکور (یعنی اللہ) ہوجائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہوجانے پر وہ سراپا نور ہوجائے گا اور مرتبہ بی یسمع و بی یبصر (یعنی اُسکو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہوجاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سُنتا ہے) حاصل ہوجائیگا پھر وہ مرتبہ جس میں عبدیت و معبودیت کی حقیقت بے نقابانہ آشکارا ہوجاتی ہے یعنی مرتبۂ عبدیت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بخوبی ظاہر ہوجائیگا اسکے بعد عبادت میں اسکو کماحقہ مشغول ہونا چاہیئے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجاآوری کرے اور مسند ارشاد پر جلوہ گر ہوکر طالبانِ حق کے لئے راہ نما ہو اور ایسی حالت پر اسکی ولایت[۱۰] اور مشیخت[۱۱] مسلم ہوجائے گی۔

فائدہ:۔ وصالِ محبوب حاصل ہونے میں جسقدر دیر ہوتی ہے اُسی قدر آتش شوق میں التہاب اور خواہش وصل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال و مردانگی سے جد و جہد کریگا اُس کے متعلق خدا کے فضل و کرم سے ظفر مندی و کامیابی کی امید ہے۔

---

[۸] اِنَّ فِی جَسَدِ ادَمَ مُضْغَۃً وَ فِی الْمُضْغَۃِ قَلْبٌ وَ فِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَ فِی الْفُؤَادِ رُوْحٌ وَ فِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَ فِی السِّرِّ نُوْرٌ وَ فِی النُّوْرِ اَنَا۔ [۹] یعنی نفی کا تصور اُسکے ذہن سے جاتا رہے اور صرف اللہ ہی اللہ رہجائے اور اسی خیال پر ہر وقت قائم رہے ۱۲ شہید [۱۰] ولایت خدا ہی میں فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲ شہید [۱۱] عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پاجانے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بالا ہے ۱۲ شہید

پاس انفاس کا طریقہ انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہئے اور بغیر پاس انفاس کی مدد کے انسان کا قلب کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتا۔ اور پاس انفاس اصطلاحِ صوفیہ میں اسکو کہتے ہیں کہ سانس لیتے اور سانس باہر کرتے وقت جہراً یا سرّاً (چپکے سے یا بلند آواز سے) ذکر کرے اور سانس لیتے وقت اِلَّا اللّٰہُ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت لَا اِلٰہَ کہے لیکن ذکر سری میں صرف سانس ہی ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منھ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اسقدر پابندی اور استقلال چاہئے کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس میں لائے اور سانس لیتے وقت ہُو کو اندر لائے اور تصوّر کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اسقدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کا عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذاکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور رہے اور ماسوائے اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کدورتوں سے پاک کر کے انوارِ الٰہیہ کا مہبط بنا دیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ میں جاروب قلب کہتے ہیں۔

فائدہ۔ اگر ذاکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل ناآشنا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اُسکو اپنے سامنے مؤدب اور دو زانو بٹھا کر آنکھیں بند کرنے اور سر جھکا کر کمر ٹیڑھی کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اسکے بعد مرید کی سانس کیساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے۔ اس عمل پر تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزنے لگے گا یا بیتابانہ نعرہ لگائے گا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہو گا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

مرید غبی کا دوسرا علاج اگر مرید غبی ہو اور اُس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اسکو اُسکے اسم مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اسکے اسم مربی کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اُسکی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسیطرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جبتک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے اور جو اسم اثر کرے اُسی کو اُس کا اسم مربی تصوّر کرنا چاہئے۔ اور اس کا اسم اعظم بھی وہی ہے اور مرشد کو

لہ پاس انفاس بہت طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہو الظاہر ہو الباطن یا حی و یا قیوم اور بعض حق حق اور بعض یا ہو اور بعض ہو ہو کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید۔

کہ تاثیر کی صورت یہ ہے کہ اُس کے قلب میں سرور یا لرزہ پیدا ہو جائے یا تمام جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے اور اسقدر غلبہ کرے کہ اُس سے ضبط نہ ہو سکے ۱۲ شہید۔

چاہیے کہ اس اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تعلیم کرے تاکہ وہ اُس کی پابندی کر سکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور وہ نورِ الٰہی سے منوّر ہو جائے گا۔

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان ہر طالب کو چاہیے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا وِرد ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ روز ذکر لیا کرے (یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے) اگر اس پر قدرت نہ ہو تو چوبیس ہزار بار ورد کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں چوبیس ہزار سانسیں لیتا ہے ہر سانس میں ایک ذکر ہو جائے گا وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ (وہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں) کے زمرے میں داخل ہو جائیگا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم بارہ[1] ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے (کہ یہ ادنیٰ رتبہ ہے) اس ذکر میں فکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترتیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور مبتدی کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں، ایک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی چہار ضربی۔ یک ضربی کا طریقہ آنکھیں بند کر کے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا۔ دو ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر۔ اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر۔ چہار ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ خواہ بیٹھ کر خواہ رُو بہ قبلہ ہو کر یک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں۔ یک ضربی اور دو ضربی تو طریقہٗ بالا پر کرے لیکن سہ ضربی اسطرح کہ اوّل ضرب بائیں طرف اور دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں سامنے اور دل پر بالترتیب لگائے اور پنج ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور شش ضربی داہنے بائیں آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر بالترتیب لگائے اور ہفت ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے نیچے اوپر اور دل پر بالترتیب لگائے اور ہر ضرب میں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ (جدھر منہ پھیرو اُدھر ہی خدا ہے) کا تصوّر کرے اور مستغرق ہو جائے۔ اس ذکر سے ذاکر ہی خوب لذت آشنا ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا۔ اگر آیۃ مذکورہ کے تصور کیساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ (کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو) کی کامل تصدیق ہو جاتی ہے۔

[1] بعضوں کے نزدیک مرید کو کم سے کم چھ ہزار بار اسم کا ورد کر لینا چاہیے ۱۲ شبیہہ

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کر کے رو بہ قبلہ بیٹھے اور پہلے داہنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے۔ اس ذکر سے معانی قرآنیہ کا انکشاف[1] اور کشف القبور حاصل ہو جائے گا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ اگر سالک مقام ہویت پر پہونچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھکر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کر کے ناف پر اللہ کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو مستحکم پکڑے اور دل پر ہُو کی ضرب لگائے اگر اسی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اُس میں پیدا ہو جائیں گے۔ یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ بائیں گھٹنے سے لَآ اِلٰہَ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لاکر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا کمر کی طرف جھکا کر اِلَّا اللہُ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے۔ اس ذکر میں دو زانو بیٹھنا چاہیے۔

ذکر حدادی کا طریقہ طریقۂ بالا پر سانس کو زور سے کھینچکر لَآ اِلٰہَ کا دورہ داہنے شانے تک پہونچا کر دونوں گھٹنوں سے کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کر کے پوری قوت سے اِلَّا اللہُ کی ضرب دل پر لگائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار[2] کے ہاتھوں کی حرکت ہتھوڑا اُٹھاتے وقت ہوتی ہے اسیطرح ہاتھوں کو حرکت دے تاکہ لطف حاصل ہو۔ شیخ جلال تھانیسریؒ کے متعلق امام ابو الحفص سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے بلپسند یہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت کے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر ارّہ کا طریقہ سانس کو اُلٹا کر کے پوری طاقت سے لَآ اِلٰہَ کا دورہ داہنے کاندھے تک پہنچائے اور سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر اِلَّا اللہُ کی ضرب لگائے۔

ذکر ارّہ کا دوسرا طریقہ پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے ملا کر اُلٹی سانس میں پوری قوت سے لفظ اللہ کو ناف سے کھینچکر داہنے شانہ تک پہونچائے اور ہُو کی ضرب دل پر اسطرح لگائے جس طرح بڑھئی لکڑی پر آرہ[3] کھینچتا ہے اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے اور صفات سے

---

[1] اس انکشاف سے اُس پر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہو جائیں گے جس سے اسکے ایمان میں اور زائد تقویت حاصل ہو جائیگی ۱۲ شہید
[2] غالباً اسی مناسبت سے یہ ذکر، ذکرِ حدادی کہلاتا ہے ۱۲ شہید [3] غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرات صوفیہ ذکر ارہ کہتے ہیں ۱۲ شہید
[4] باریتعالیٰ کے صفات امہات علم قدرت حیات سمع بصر ارادہ تکوین کلام ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید۔

احباب کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آرہ کھینچ رہا ہوں اور خیال کرے کہ جس طرح لکڑی کاٹتے وقت اُس سے برادہ نکلتا ہے اسی طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہو جانا چاہئے کہ محویت کل اور مشاہدہ تمام حاصل ہو جاوے۔ اور ذاکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے۔ احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتا۔

فائدہ:۔ اذکار جہریہ میں غذا کو اسقدر کم نہ کرنا چاہئے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی معدہ کو خالی رکھنا چاہئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ دماغ کو خشکی اور یبوست کی تکلیف نہ ہو۔ اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت و اعتقاد کے ساتھ ربط قلبی رکھے۔ ان سب ذکروں سے ذکر دوامی مراد ہے۔ یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذاکر رکھے اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اُس کی روح اور دل کو تازگی بخشے اور اس کا مونس رہے۔

شعر

کار کن کار بگذر از گفتار　　　کاندریں رہ کار دارد کار

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دو سوراخ ہیں ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے۔ دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے۔ جب ذکر جہر میں ذاکر آمد و شد تحت و فوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروازہ کھُل جاتا ہے لیکن نیچے کا دروازہ صرف ذکر خفی (یعنی حبس دم) ہی سے کھلتا ہے اور اذکار کا اصل الاصول حبس دم ہے۔ حضرات چشتیہ و قادریہ نے اسکو اذکار میں شرط کیا ہے۔ حضرات نقشبندیہ اسکو شرط تو نہیں کرتے لیکن اسکی اولویت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے منجملہ اس کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی اور رطوبت فاضلہ کی تحلیل ہو جاتی ہے اور وہ رگیں جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اسکی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہو اُس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اژدہے کی ہے اور اُس کا پھن بہت سخت زہریلا اور خاردار ہے

جسوقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اُس کی قوت اور زائد ہوجاتی ہے اور بھن کو اپنے دل کے اطراف میں گھاتا ہے جس سے اُس کا زہر قلب میں اثر کرجاتا ہے اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور جب مرید گناہوں سے توبہ کرکے پاس انفاس میں مشغول ہوجاتا ہے تو شیطان ضعیف ہوجاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہوجاتی ہے۔

فائدہ :۔ جب کوئی براخیال دل میں راسخ ہوجائے اور کسی طرح دفع نہ ہوتا ہو تو اُس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچکر قلب میں روکے اور کلمہ لَا اِلٰہَ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اژدہے کی طرح بیٹھا ہے لَا اِلٰہَ کی چنگی سے میں نے اُسکی دم پکڑ لی۔ اور داہنے شانے تک لائے پھر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب قلب پر لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی اور اُس کا سر پاش پاش ہوگیا اور وہ دل سے باہر ہوگیا۔ اسیطرح متواتر ضربیں لگائے۔ اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہوجائیں گے اور شیطان ہلاک ہوگا اور دل نور ذکر سے منوّر ہوجائے گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور حبس دم ضروری ہے۔ اور بے حبس دم کئے بھی یہ ذکر مفید ہوگا مگر کرنا شرط ہے۔

حبس نفی واثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی واثبات کہتے ہیں۔ اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھیرا دے اور کلمہ لَا اِلٰہَ کو بائیں زانو سے شروع کرکے داہنے زانو پر لاکر شانے تک دورہ کو ختم کرکے اِلَّا اللّٰہُ کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے۔ پہلے دن میں دس سانسیں کھینچے اور ہر سانس میں یہ تین مرتبہ کرے اسکے بعد روز بروز درجہ بدرجہ ایک دم زائد کرتا رہے اور اَللّٰہُ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ (اللہ طاق ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے) کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پگھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اسکو شکست ہو۔ اور جب دم کشی کی عادت ہوجائیگی تو دل پر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت طاری ہوجائے گی اور ہر عضو خود بخود ذاکر ہوجائے گا اور عشق الٰہی کی آگ دل میں روشن ہوجائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتدا میں تو سلی بہت ضروری ہے۔

فائدہ :۔ حبس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کردے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔ اور نہ اسقدر سیر ہوکر کھائے

کر مضمحل ہو جائے اور نہ اسقدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

نفی و اثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ

چاہیے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھکر آنکھیں بند کر لے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے[1] اور اُسکے پاس کی اُنگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچکر دل کی طرف لا کر ام الدماغ میں ٹھیرائے اور بغیر زبان کو حرکت دئے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لَا کو ناف سے کھینچکر روح کی طرف لاکر لفظ اِلٰہَ کو دماغ تک پہونچا کر باہر لائے اور دل پر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب لگائے۔ اسیطرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آہستہ سے سانس باہر کرے اور ہر بار باہر کرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (محمد خدا کے رسول ہیں خدا اُن پر صلوٰۃ وسلام بھیجے) کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ (کوئی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے) کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کرے اور لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ (کوئی موجود حقیقی سوائے خدا کے نہیں ہے) کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسیطرح ہر دن دس سانسیں لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے یہانتک کہ ایک سانس میں ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کر سکے اُسوقت دروازہ قلب کا کھل جائے گا اور نور مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

شغل سہ پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہے اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے۔ اس ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سُلْطَانًا نَصِیْرًا (مددگار اور محمود شاہنشاہ) کا تصور کرے اور سانس کو روک کر ناف سے لیکر ام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہونچے تو اَللّٰہُ سَمِیْعٌ (خدا سنتا ہی) کہے اور بِیْ یَسْمَعُ (میرے ہی ذریعہ سنتا ہے) کا تصور کرے پھر اَللّٰہُ بَصِیْرٌ (خدا بینا ہے) کہے اور بِیْ یُبْصِرُ (میرے ہی ذریعہ سے دیکھتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا ہے) کہے اور بِیْ یَنْطِقُ (میرے ہی ذریعے بولتا ہے) کا تصور کرے۔ پھر سے شروع کرے اور ام الدماغ میں اَللّٰہُ عَلِیْمٌ اور ناف پر اَللّٰہُ سَمِیْعٌ عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہانتک کہ ایک سانس میں ایکسو

[1] اسمیں بھید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اسیطرح نفس کا مقام ہے جسطرح مضغۂ صنوبری دل کا۔ پس جب دل پر نفی شروع کیجائیگی اور ام الدماغ تک پہنچائی جائیگی تو جو چیزیں بیچ میں واقع ہونگی ستانہ ہونگی اور حجاب اُنسے اُٹھ جائیگا ۱۲ شہید

ایک سو ایک بار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمالِ الٰہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اسواسطے اصحاب شطاریہ اسکو ہشت رکنی بھی کہتے ہیں۔

شعر۔ برزخ وذات وصفات و شد و مد و تحت و فوق ؛ می نماید طالبان کل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں اُن کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال ذاتی ہیں اوّل قرب نوافل دوسرے قرب فرائض تیسرے نہ قرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذات باری کا تعین ہے۔

فائدہ:۔ قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اسکو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفتیں زائل ہو جائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہو جائیں جیسے قم باذن اللہ کہکر کسی مردہ کو زندہ کر دینا اور پھر اُسکو ہلاک کر ڈالنا۔ اور بہت دور کی بات سُن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کر لینا۔ اور قرب فرائض اسکو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہو جائے اور اسکی نظر میں سوائے وجود الٰہی کے کچھ باقی نہ رہے۔ اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سلطانا نصیرا کا طریقہ

خواجہ معین الدینؒ سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو رو بہ قبلہ دوزانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کرکے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلک جھپکا جس طرح چراغ یا ستارے کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معیّن نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہو جائے۔ ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اسکو اپنی صورت جسطرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نور الٰہی سے منوّر ہو جائے گا اور لطف و مذاق اسکی حیثیت کے مطابق حاصل ہو جائے گا۔

شغل سلطانا محمودا کا طریقہ

جسطرح سلطانا نصیرا کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں۔ اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے۔ اور جب سر

لہ مد ذات ہے اور صفات امہات ہیں جنکو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور برزخ سے مراد مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہے شد سے

نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہو جاتا ہے۔

شغل سلطان الاذکار کا طریقہ

سالک کو چاہیئے کہ تنگ و تاریک حجرہ میں جس میں شور و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہوکر درود و استغفار اور اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کے اَللّٰهُ اَعْطِنِیْ نُوْرًا[1] (بار الٰہا مجھکو نور دے اور میرے واسطے نور کر دے اور میرا نور بڑھا دے اور خود مجھ کو نور کر دے) تین بار حضور قلب سے اور تصور معنی سے کہے اسکے بعد لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہوکر اپنے بدن کو ہلکا کرے اور مردہ تصور کرے اور از سر تا پا متوجہ اور باہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ھُو کا تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ہر ہر بال سے لفظ ھو نکل رہا ہو۔ اور اس ذکر میں اسطرح منہمک ہونا چاہیئے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے اور ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (خدا زندہ اور قائم ہے) کا ہر وقت تصور قائم کرے اس کا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر رُواں اور ہر ہر بال ذاکر ہو جائیگا اور انوار تجلی سے منوّر ہو جائے گا۔

ذکر سلطان الاذکار کا طریقہ

حواس خمسہ کو روئی یا اُنگلی سے بند کرکے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچکر ام الدماغ میں روکے اور وہاں سے دل مدوّر میں لیجا کر اسم ذات کے ذکر قلبی کے ساتھ قلب صنوبری سے آواز حدیث کے سننے کے ضمن میں اس نقطہ درخشندہ کے خیال میں جو دل مدوّر کے اُم الدماغ میں واقع ہے بعض اسکو لطیفہ اخفیٰ کہتے ہیں[2] شغل رکھے یہانتک کہ یہ نقطہ اسقدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منوّر ہو جائے اور اسکے بعد عرش سے زمین تک نور ہی نور دکھائی دے اور اس نور میں حق اور ملائکہ کی صورتیں دکھائی دینے لگیں۔ جب سالک اس مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو وجود عالم میں متصرف خود دیکھنے لگتا ہے۔ اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری سمجھنا چاہئے۔ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ (خدا جسکو چاہتا ہے رزق دیتا ہے)

شغل سرمدی کا طریقہ

طریقہ بالا پر آنکھوں اور کانوں کو اُنگلیوں سے بند کرے اور حواس خمسہ[3] کو جمع کرکے خیال کرے کہ

[1] بلکہ بہتر یہ ہے کہ ذاکر کسی حوض میں غوطہ لگا کر اس عمل پر عامل ہو ۱۲ شہید۔ [2] بعض لوگ اس ذکر کو بجد و سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۲ شہید [3] حواس خمسہ دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے اور چھونے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۲ عہ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا وَ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا

دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے اور اسکے سننے میں پوری ہمت سے مشغول ہو کسی نے کہا ہے **شعر**

در راہِ عشق وسوسۂ اہرمن بسی است — ہشدار و گوش دل بہ پیام سروش دار

اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چند دن میں اس آواز کو اسقدر قوت حاصل ہو جائے گی کہ بغیر کان بند کئے یہ آواز سنائی دے گی اور کوئی شور و غل نہ مانع ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے تو تمام جسم سے گنبد کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صوفیہ میں صوت حسن و ہمس کہتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ الآیۃ (خدا کیلئے آوازیں پست ہو گئیں تو تم سوائے پست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو) بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام نے درخت سے اپنے تمام جسم میں سنی تھی اور یہ آواز اُن پر وحی کے نزول کی دلیل تھی اور اولیائے کرام بھی اسی آواز سے الہام کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی اسی آواز سے وصالِ حق حاصل کیا ہے۔ یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے اور کبھی گھنٹہ کی ایسی آواز آنے لگتی ہے۔ حضرت حافظ فرماتے ہیں **بیت**

کس ندانست کہ منزل گہ آں یار کجاست — ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

اور کبھی دوسرے قسم کی آواز سنائی دیتی ہے۔ یہ ذکر مکمل حاصل ہو جانے کے بعد سلطان ذکر ہوتا ہے اور کڑک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کانپنے لگتا ہے اور بیخودی اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنی کی طرح روشنی دکھائی دیتی ہے لیکن سالک کو ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہیے بلکہ نورِ ذات کی طرف خیال رکھنا چاہیے۔

شغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منوّر نقطہ ہے جس کو دلِ مدوّر اور حضرات صوفیہ اسکو اخفیٰ کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ شغل حضرت معین الدین چشتیؒ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ پہونچا ہے اور اسی شغل کی برکت سے حضرت معین الدین چشتیؒ کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم نقطہ

۱ه کسی کو نہیں معلوم کہ اس شوخ کے رہنے کی جگہ کہاں ہے بعض وقت ... گھنٹہ کی آواز آتی ہے ۱۲ حاشیہ ۲ه کبھی جھینگر کی اور طاسر کی اور کبھی ڈھول کی طنبورے کی اور کبھی دیگچی کے اُبلنے کی آواز اور اسی طرح کی مختلف آوازیں گوش زد ہوتی ہیں ۱۲ شہید ۳ه اس مقام کو اصطلاح صوفیہ میں کشا کش کہتے ہیں جب سالک اس مقام سے ترقی کر جاتا ہے تو کشا کش دنیا سے گویا نجات پا جاتا ہے۔ شیخ عبدالقدوسؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادیؒ کو تین سال میں حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم میں حاصل نہیں ہو سکتا ۱۲ شہید ۴ه وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا۔

(علم ایک نقطہ ہے) اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے اور زبان کو تالو سے لگا کر ام الدماغ میں روک کر گردہ ہو ہو کو سرمئی سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیل کر حادی ہو گیا ہے گویا اس کا جسم فنا ہو گیا ہے اور اسکی جگہ پر گردہ ہو (کہ بے جہت اور بے کیف ذات کا عین ذات ہے) قائم ہو گیا - اور اس مرتبہ فنا کا نام رویت تجلی ذات اولی محمدی ہے اس شغل میں اگر زرد نور دکھائی دے تو نور نفس وناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور سبز نظر آوے تو نور جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نور لاہوت ہے ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ (یہ خدا کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے -

تیسری فصل ان انوار و مراقبات کے بیان میں جو ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ :- جب انوار جہریہ وسریہ سے سالک منور ہو جاتا ہے اور اسکی رگ و پے میں ذکر سرایت کر جاتا ہے اور ایک محویت اور بیخودی پیدا ہو جاتی ہے تب اس کو مراقبات کی تعلیم دیجاتی ہے - اور مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اُسے منزل مقصود تک پہنچائے اُس پر عمل کرے - اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں

مراقبہ کا طریقہ دو زانو (جسطرح نماز میں نشست ہوتی ہے) بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھکر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کر کے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تعوذ (یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) اور تسمیہ (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) کے بعد اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ کہکر مراقب ہو کر اُسکے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ہے اس خیال میں اسقدر منہمک ہو جائے کہ غیر خدا کا یہانتک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے - اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر میں زائل ہو جائے تو یقین کرنا چاہیئے کہ مراقبہ نہیں ہے - ابتدا میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہو جانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہو جاتا ہے لیکن اس مرتبہ تک رسائی تدریجا ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہیئے -

---

لہ جتنے مطلوب حقیقی تک پہنچانے والی ہو اُسکے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مد نظر رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ ہو کہ خدا کی ذات میں اسقدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہو جائے ۱۲ تمہید -

شعر ہمہ کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد

دوسرا مراقبہ جن امراضِ قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب تین ہیں ایک حدیث نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جلوت اور خلوت میں باتیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ تیسرے نظر بغیر یعنی کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت۔ ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہے۔ لیکن اسکی چند صورتیں ہیں۔ حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطرہ میں اسمائے صفات امہات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

مراقبۂ رویت خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی (کیا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے) پر غور کرے اور اس پر یہانتک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے

مراقبۂ معیت وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) کا معنی کے ساتھ تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت بیماری وصحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے۔ اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔

مراقبۂ اقربیت نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ہم انسان کے رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔

مراقبۂ وحدت ہمہ اوست اور هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ (اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتدا و انتہا میں وہی ہے) زبان سے کہے اور تصور کرے کہ اسکے سوا کوئی نہیں ہے۔ اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔

مراقبۂ فنا كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ الخ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہیگا) کے معنی کے تصور کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے کیف ہے ہمیشہ رہے گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں محو ہو جائے تاکہ اسکے معنی اور بھی منکشف ہو جائیں اور اسکے وجود کو فنا اور علم وعقل کو اضمحلال حاصل ہو۔ [illegible]

ؒ جو کام ہمت سے کیا جائیگا اگر کانٹے ہونگے تو گلدستے ہو جائیں گے ۲ شہید ۳ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ

دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ (جدھر منھ پھیرو اُدھر ہی خدا ہے) اور کَانَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) اور وَ فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو)

دوسرے مراقبات

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس شغل میں انوار الٰہیہ متجلی ہوتے ہیں اور ایک پلک سے آگ نکلکر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے اور یہ مراقبہ ہُوا[1] کہلاتا ہے۔ بعض حضرات نظر ہوا پر کرکے مدتوں عالم تحیر میں رہتے ہیں۔

مراقبہ تنگ و تاریک حجرہ میں بیٹھکر آنکھ کھولکر ہوا میں ایک جگہ دیکھو اس سے انوار الٰہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہوگا۔

مراقبہ بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اُسی کا وجود ہے۔ اگر پوری توجہ سے اُس پر غور کریگا تو جَآءَ الْحَقُّ[2] وَ زَھَقَ الْبَاطِلُ کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

مراقبہ بعض لوگ ذاتِ باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصوّر کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اُس میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔

مراقبہ بعض اس نور مطلق کو نورِ غیر متناہی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہلک خیال کرتے ہیں۔

مراقبہ بعض اسکو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانے والا سایہ تصوّر کرتے ہیں غرض یہ مثالیں اسوجہ سے فرض کیجاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلیں اسکو تصوّر کرسکیں ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بیچوں اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت

[1] ہوا میں سر عظیم یہ ہے کہ مستقیم اور مستدیم ہے اور قول اللہ کا فی خلق الرحمٰن من تفاوت اسی کلام کا ہمسر ہے اور ہُوا عالم خدا اور عالم صفات ہر کون و مکان و کوان یعنی ہژدہ ہزار عالم اسی ہوا میں ہیں اور ہُوا سے گزر کر سجادہ لامکانی ہو جسکا سر الرحمٰن علی العرش استوی ہو اور تو ہُوا کہتا ہو مگر یہ نہیں جانتا کہ ہوا کیا چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالبین [2] حق آگیا اور باطل فنا ہوگیا ۱۲ شہید

بھی نہیں رکھتی - ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے تعالیٰ اللہ عن ذٰلک علوًا کبیرًا اور ان تمام حیلوں اور طریقوں سے غرض اپنی موہوم ہستی کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہے۔ جسقدر سالک استغراق اور محویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہوجاتا ہے اُسیقدر وصال حق نصیب ہوتا ہے۔ غرض سالک کو اپنے افعال وصفات اور وجود کو جناب باری کے صفات افعال اور وجود سمجھنا چاہیئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اسکی حقیقت اُس پر منکشف ہوجائے اور منزلِ مقصود تک پہونچ جائے -

فائدہ:- جب مذکورہ بالا اذکار جہریہ اور سریہ سے مرید ترقی کرتا جاتا ہے اور درجۂ کمال[1] کو پہونچ جاتا ہے تو اس پر معنوی وحقیقی (جسکو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ ومعائنہ کہتے ہیں) منکشف ہوجائے تو وہ اس مقام میں غلبہ نور اور خدا کی عظمت سے بیہوش[2] ہوجائے گا۔ ہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہیئے اور ترقی کا آرزومند ہونا چاہئے اسکے بعد نور جمالی ظہور فرمائے گا اس نور کا غلبہ اُسکے حواس خمسہ کو بیکار اور مضمحل کردیگا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کو ظاہری آنکھ سے دیکھے گا - اگر یہ اُسکے دل میں ٹھیر جائیگا اور قرار پکڑے گا تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا ارادہ اور کام ہوجائے گا وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْط[3] ٥ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ[4] دیکھنا سُننا غرض اُسکے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پائے گا اور اُس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہوگی - یہ مرتبہ قرب نوافل ومقام مشاہدہ کا ہے اور اُس کی کوئی حد نہیں ہے - اس میں سالک بنی ہوئی چیزوں سے بنانے والے یعنی خدا کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے - جب سالک اس مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے اور اُس میں کمال حاصل

---

[1] خدا اُن تمام چیزوں سے بالاتر اور پاک ہے ۱۲ شہید [2] بیہوشی کی دو حیثیتیں ہیں ایک تو حس وادراک ہوجانا اور دوسرے تیندیا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہوجانا ۱۲ شہید [3] جب حضرت موسیٰؑ کے ایسے جلیل القدر رسول ایک ادنیٰ تجلی میں بیہوش ہوکر پہاڑ پر گر پڑے تو بیچارہ کسطرح متحمل ہوسکتا ہو اُس کا تو بیہوش ہوجانا اور ہوش وحواس کا زائل ہوجانا یقینی ہے ۱۲ شہید [4] تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اُسی کے قبضۂ اقتدار میں ہے اور اُسکے علم سے کوئی شئے باہر نہیں ہے۔ اور تم جہاں کہیں اور جس حالت میں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے ۱۲ شہید [5] اسی مقصد کو شیخ المتصوفین حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر میں یوں ادا کیا ہے ؎ برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار + ہر ورقے دفتر است معرفت کردگار - یعنی سبز درختوں کے چھوٹے چھوٹے پتے عقلمند اور سالک کی نظر میں خدا کے جاننے کے ایک ایک دفتر ہیں وہ انھیں پتوں میں خدا کو دیکھتا ہے۔ یہی ہمہ اوست کے معنی ہیں ۱۲ مولانا محمد صبغت اللہ شہید فرنگی محلی

کر لیتا ہے اُسکو مجذوب کہنے لگتے ہیں اور بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ وَبِیْ یَعْقِلُ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ

شعر علمِ حق در علمِ صوفی گم شود — ایں سخن کے باور مردم شود

اس مرتبہ میں انوار تجلّی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اسکو چاہئے کہ ان انوار کو انوار الٰہی خیال کرے۔ اگر سالک اس حالت پر ٹھیر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبہ میں پہونچ جاتا ہے اور تجلّی ذاتی اسکے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلّی میں اُس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھیگا اور خدا کے وجود کو جانے گا اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا اور اُس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہونگے اُن کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کریگا جو عالم سے ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات الٰہی اور اُسکی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور تجلّی ذات یا تجلّیِ صفات خدا کے فضل سے اُس پر ہوں تو اسکو ان تجلیات میں مستغرق ہوجانا چاہیے اس تیسرے مرتبہ میں سالک ہمہ تن صانع ہو جائیگا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ کا اس سے ظہور ہوگا اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کا اسرار اُس پر منکشف ہو جائے گا کہ خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا اور فنا ہو جائے گا اور کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ کا اس پر ظہور ہوگا اور حق بنفس باقی رہجائیگا۔ اگر اس جگہ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ کا تصوّر کریگا تو روح کو (جو خدا کا نور ذاتی ہے) بے نقاب دیکھے گا اور رَاَیْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ اس پر شاہد ہے۔ سالک خدا کو اسکے نور ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

---

۱ یعنی میرے اسی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکڑتا ہے چلتا ہے اور ادراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی نہ دے ۱۲ شہید ۲ خدا کا علم اُسکے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتے ہیں لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا ۱۲ شہید ۳ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۱۲ شہید ۴ آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے سب چیزیں اُسکے قبضۂ اقتدار میں ہیں ۱۲ شہید ۵ جس نے اپنے کو پہچان لیا اُس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صفت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے اسوجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کریگا تو اُس پر قدرت کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کرے گا ۱۲ شہید ۶ تمام موجود چیزیں مٹ جائیں گی لیکن خدا کا وجود کبھی فنا نہ ہوگا ۱۲ شہید ۷ اس وقت بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا اور پہلی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شہید ۸ میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ہے ۱۲ شہید۔

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر درجہ کی ایک حد معین ہے جسطرح ذکر جسم ذکر نفس ذکر دل ذکر روح ذکر ستر۔ ذکر کے پانچ درجے ہیں (جن کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے) اسیطرح پر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں اول مرتبہ غلبۂ ذکر ربانی (جسکو ذکر جسمی کہتے ہیں) اسکے غلبہ کی وجہ سے بُرے اخلاق (جو نفس امارہ کی صفتیں ہیں) صفات حمیدہ (جن کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکر فکری کے غلبہ سے (جسکو ذکر نفسی کہتے ہیں) نفسانی خواہشیں اور جو نفس لوامہ کی صفتیں ہیں وہ امکانی خواہش میں فنا ہوجاتی ہیں تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ (جو نفس ملہم کا مقام ہے) منکشف ہوجاوے تیسرے یہ ذکر قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف وافعال موجود مطلق (یعنی اللہ) کے اوصاف وافعال میں فنا ہوں حتیٰ کہ ہر شئی میں افعال حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینان قلبی (کہ نفس مطمئنہ کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں (جسکو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے یہانتک کہ سالک کے مشاہدہ میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو۔ یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکر سری کی زیادتی میں جو لذت اذکار اور معائنہ اور خلق سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں خود سالک ذاتِ مطلق میں فنا ہو جائے۔ یہ معائنہ ہے۔ اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے پھر کیونکہ اگر پائے گا تو فناء فنائیت بھی فنا ہوجائے گی اور فناء الفناء کا مصداق بنے گا۔ اس مقام میں علم سالک اور اسکی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتی لی مع اللہ وقتٌ وقت کی طرف اشارہ ہے اور مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ کا ظہور ہوتا ہے۔

شعر تو دریں گم شو کہ توحید ایں بود گم شدن گم کن کہ تفرید ایں بود

لہ یعنی نفس جسکے اثر سے انسان بُرے کاموں میں مشغول ہوجائے اور اپنے پروردگار کو بھول جاتا ہے تو مرجاتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اُسکی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۲ شہید

لہ یہ حدیث شریف ہے حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو خدا کے پاس ایک ایسا مخصوص وقت ملاقات کا حاصل ہے جس میں بڑے بڑے نبی اور بلند پایہ سے بلند پایہ فرشتہ باریابی حاصل نہیں کر سکتا ہے ۱۲ شہید

لہ جس نے مجھ کو دیکھا اُس نے یقیناً خدا کو دیکھ لیا ۱۲ شہید

لہ تم اپنے وجود کو خدا کے وجود میں فنا کر دو کیونکہ توحید کے معنی یہی ہیں اور اپنے فناء کو فنا کر دو کیونکہ تفرید یہی ہے ۱۲ شہید

سالک اس مرتبہ میں سیرالی اللہ جو اُس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جس کا اسکو تصوّر ہے تمام کر کے مقصد اصلی حاصل کر کے تمام موجودات کی علّت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالک بالکل فنا ہو جاتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جبتک غائب تھا اُسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو پاتا تھا اس وقت تیسؔ سال سے جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو پاتا ہوں اس مرتبہ کی تجلّی اگر سالک پر ایک بار بھی پڑ جائے تو ولی کامل ہو جائے۔ مگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں ایک یا دو لمحہ یا ایک دن میں ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے یا دو تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کی حالت پر مبنی ہے جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنائیت ہوگی۔ ہر شخص اسکو نہیں سمجھ سکتا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ جب سالک کو خدا اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا ہے۔ اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ بقا باللہ رجوع الی البدایت کا نام ہے یعنی بدایت میں مبتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی بے خودی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اسوقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اسکے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک سی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت میں خدا کے وجود کا تصوّر کرتا ہے اور کوئی چیز اسکو خدا کے دیکھنے سے، اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک (جوکہ الوہیّت ہے) پہونچ گیا جسطرح الوہیت کے واسطے وجود وامکان برابر ہیں اُسی طرح عارف کے لئے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں وَمَا رَأَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَأَيْتُ اللّٰهَ فِيهِ اور اسکو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصوّر کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے اور کہہ اُٹھتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہوکر لوگوں کو اُس تک پہونچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجود وامکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ[1] اس مرتبہ پر پہونچکر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے

[1] جو دو دریا ایک دوسرے سے ملتے ہیں اُن کو ملا دیا اُنکے بیچ میں ایک پردہ یعنی مد ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ۱۲ شہید

اور ہنتھ لَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے
اور خدا کی جس تجلّی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر
اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے
وہ مزین ہے اور اس نے جمال اَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً کو دیکھا ہے اور نورٌ علیٰ نور
ہو گیا اس وجہ سے حال اسکے تابع ہو گیا ہے۔

قطعہ

ہیچکس این درد را درماں نیافت ہیچکس این راہ را پایاں نیافت

اے برادر بے نہایت درگہیست ہرچہ بروی می رسی بروی مایست

فائدہ:۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں تنہائی اور مجمع میں باآواز اور بلا آواز رات دن مشغول رہنا چاہیئے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاءاللہ ذاکر کے دل پر لاتعداد انوار و اسرار الٰہی جلوہ فرما ہونگے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلّی حق حاصل ہوگی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی۔

فائدہ:۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہیے اور مراقبہ کرنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کی طرف متوجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور رشک معشوقیت سے جل جائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے برے میں امتیاز کرنا چاہیئے ورنہ کفر اور زندیقیت کا ڈر ہے لہٰذا اچھے برے انوار کے آثار و علامات جاننا چاہئیں۔

اچھے اور برے انوار و آثار کی کیفیت

جب سالک کا قلب خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضا میں سرایت کر جاتا ہے اور غیر خدا سے دل بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے تو انوار الٰہی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر۔ تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو وہ

لہ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اسکو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ شہید کہ خدا نے اپنی ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۲ شہید سہ اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے۔ اس راستہ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس درگاہ کی کوئی نہایت نہیں۔ جس پر تم پہنچو اُس پر رک نہ جاؤ۔ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے وصل کے نہیں ہے اور سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہونچ جائے اور خیال کرے کہ یہیں وصال حق نصیب ہوگا وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالاتر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی۔

دل، سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی داہنے بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر اُنکی طرف توجہ نہ کرنا چاہیے کسی رنگ کا نور اگر داہنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کراماً کاتبین کا ہے اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اچھی صورت ظاہر ہو تو وہ فرشتہ ہے جو ذاکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اگر داہنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نورِ محمدی ہے جو سیدھے راستہ کی تعلیم فرماتا ہے۔ اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کاتب کا سینہ ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکا ہے لاحول سے دفع کرے۔ اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے۔ اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ اُن فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے اور اُسکے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے لاحول پڑھنا چاہیے اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہو اور اُسکے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے اور اشتیاق وطلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے رَزَقَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو وہ خناس کا نور ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ پڑھنا چاہیے اور اگر سینہ کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تجلی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے، اور بعض اسکو نور ذات ٹھیراتے ہیں تو اگر یہ اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند کا ایسا ہے تو دل کا ہے۔ اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سلطاناً نصیراً و سلطاناً محموداً کی طرف سے ظاہر وہ بھی نور ذات ہے۔ مگر سالک کو چاہیے کہ انوار میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف حاصل نہ کرے بلکہ صرف نور الٰہی

۱؎ کراماً کاتبین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے لکھنے کے واسطے انسان کے دونوں شانوں پر متعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا نہیں ہے اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اُسکے گرد اگرد باریک اور ممتد نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے اگر اسطرف توجہ کریگا تو نفی حاصل ہوگی اور ماسوی اللہ سے قلب کا صاف ہوجانا اور ہر آثاری افعالی و صفاتی تجلّی (جس کا رنگ سفید اور سبز اور سرخ ہے) میں محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جب ہوش میں آئے گا تو درد اور شوق اور بیقراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلّی سے ترقی کرکے دوسری تجلّی سے لطف حاصل کریگا۔ اسکی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلّی ذات کا جلوہ دکھاتی ہے اور تجلّی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کی مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فناء الفنا ہے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ ان تجلیات کی ابتدا میں (عالم ناسوتی کے انوار اوصاف کے مناسب) سالک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور سالک اُن انوار کی طرح مجسّم نور بنکر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو اُن سے لذت نہ حاصل کرنا چاہئے اور نہ اُن میں مشغول ہو، اور اسکو خدا کی قدرت سمجھکر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی مدد سے سالک آسمان پر پہونچے گا اور آسمان کی عجیب و غریب چیزوں کا معائنہ کریگا اور انبیاء اولیاء اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز حاصل کریگا اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا اور اُن ہی کی طرح اُنکے ساتھ آسمانوں پر صعود کرکے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ کریگا تو مرید کو اُن سے لطف نہ اُٹھانا چاہئے اور درد عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر امدادِ الٰہی اور مرشد کی توجہ سے عرش و کرسی پر پہونچے گا اور کرسی کو نور عرش سے منور اور آفتاب کی مانند روشن پائے گا۔ سالک کو اس سے لذت نہ اُٹھانا چاہئے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہئے۔ اس مرتبہ میں مرید عنصریت[1] سے ترقی کرکے اطلاق کی حالت پیدا کرے گا مگر اس حالت پر بھی اسکو مطمئن نہ ہونا چاہئے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کرکے اُسکے دل میں عشق الٰہی کی آگ اور تیز ہوجائے گی اور اُسکے ہوش و عقل کو جلادیگی ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کریگا لیکن اُسکو خود اس کا احساس نہ ہوگا، نیز اس حالت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے

[1] انسان کے متعلق تسلیم کرلیا گیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے عنصری اور مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کرلینے کے بعد وہ عنصری نہ رہے گا بلکہ اطلاق اور تجرد مادہ کی حالت پیدا کرے گا۔ واللہ یرزق من یشاء ۱۲ شہید

قطع تعلق کریگا اور آرزوئے وصل اور درد عشق اور زائد ہو جائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اُس پر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی اور اُن میں محو ہو جائے گا اور تمام چیزوں سے بے خبر ہو جائیگا اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اسکو یقینی ثبوت پہونچ جائے گا پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کریگا اور خدا کو اپنے وجود میں پاکر منصورؒ کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ تو تجلیات افعالی وصفاتی تھے مگر اسکے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق وبیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اُس پر ہوگی۔ اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود سے اسقدر بے خبر ہو جائے گا کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کریگا اور فناء الفناء حاصل ہوگی اسکے بعد اسکو فنائے حقیقی حاصل ہوگی اور حفظ مراتب کا پاس کرے گا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

دوسرا باب حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار واشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمہ طیب معمولی آواز سے اسطرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا الہ کو پوری طاقت بدن کے اندر سے کھینچکر الا اللہ کی دل پر ضرب لگائے اسطرح خلوت میں روز وشب مشق کرے اور جسقدر ہو سکے اُسکی تکرار کرے اور ہر سو کے بعد ایکبار محمد رسول اللہ کہے اور ایک ہی نشست میں ایک ہزار ایکسو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مزاولت کے بعد اُسے ایک خاص قسم کی محویت اور لطف حاصل ہوگا۔ اسکے بعد نفی واثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں کہ روبقبلہ دو زانو باادب بیٹھکر آنکھیں بند کر کے پوری قوت سے لا کو ناف کے نیچے سے کھینچکر باہر لائے اور داہنے شانے تک پہونچا کر الہ کو ام الدماغ سے نکالے اور الا اللہ کی بہت زور سے قلب پر ضرب لگائے اور لا الہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور الا اللہ سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی واثبات کا طریقہ سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کر کے لا کو داہنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ الہ کو

لہ حضرت منصور رحمۃ اللہ انا الحق یعنی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے۔ اس رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے میں پائے گا تو بے اختیاری سے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔ مولانا محمد صبغۃ اللہ شہید فرنگی محلی۔

دماغ سے نکال کر دل پر اِلَّا اللہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ دو سو یا اس سے زائد ہو جائے۔ اسکا فائدہ اوپر گزر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لَا اِلٰہ اور لیتے وقت اِلَّا اللہ دل سے کہے۔

اسم ذات با ضربات کا طریقہ اسکے بعد اسم ذات کو ضربات کے ساتھ کہے اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ یک ضربی میں لفظ اللہ کی پوری قوت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہر جائے تاکہ سانس ٹھیر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے اور دو ضربی میں پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے اور سہ ضربی میں پہلے داہنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چہار ضربی میں پہلی دوسری دائیں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے لیکن یک ضربی دو ضربی اور سہ ضربی میں تو دو زانو اور چہار ضربی میں چوزانو بیٹھنا چاہیئے۔

دوسری فصل اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اُسکا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جسقدر ہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور سے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو۔ اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ ناف پر اسم ذات کا تصور کر کے لفظ ہُو کو خیالی طریقہ سے دراز کر کے آسمان پر لیجائے اسیطرح ہر سانس میں کرے اور اس خاندان کے ذکر ارہ کا مخصوص طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے

برزخ اکبر کا شغل اس کے چند طریقے ہیں۔ اوّل یہ کہ حبس دم کر کے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر ہوا میں رکھے تیسرے داہنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے داہنے نتھنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا (جو تمام قیدوں سے پاک ہے) تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فنائے حقیقی حاصل ہو۔ مگر اس عمل میں پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

....

اسم ذات، کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب[۱] صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچکر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھکر اس پر نظر رکھے یہانتک یہ نام دل پر منقوش ہوجائے۔ یا لفظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اُسکی طرف متوجہ رہے تاکہ اُسکے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادریہ کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ ادب سے دوزانو قبلہ رُو بیٹھے اور آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگاکر اَللّٰہُ سَمِیْعٌ کا حضور قلب سے تصوّر کرے اور خط نورانی ناف سے نکالکر وسط سینہ تک (جو لطیفۂ سِرّ کا مقام ہے پہونچائے اور اَللّٰہُ بَصِیْرٌ کو سینہ سے نکالکر دماغ تک پہونچائے اور اللہ علیم کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیر کو دماغ سے سینہ تک اور اللہُ سمیعٌ کو سینہ سے ناف تک لائے۔ اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کرکے تدریجاً عروج ونزول کے طریقہ سے مشغول رہے۔ بعضے اس شغل میں اَللّٰہُ قدیرٌ کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہُ قدیرٌ کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیمٌ کو عرش تک پہونچائے اور وہاں ٹھیر جائے۔ اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد وثمرات حاصل ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہیں۔

تیسری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو ماسوی اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اُس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل وکمترین سمجھ کر بادب قبلہ رُو دوزانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کرکے اُس کے معنی کے تصوّر میں منہمک ہوجائے۔ حدیث شریف میں معنے کے متعلق ہے الاحسان[۲] ان تعبدُ اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک اور قرآن مجید کی آیت کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ[۳] وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

---

۱ اسکی شکل یہ ہے (اللہ) ۲ بھلائی اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ہوشیار ۳ دنیا میں جو کوئی ہے وہ مرنے والا ہے [illegible] ذوالجلال والاکرام باقی رہیگا ہمیشہ

گویہ تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شگاف دار اور تمام دنیا کو درہم برہم (جیساکہ قیامت کے دن ہوجائے گی) تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود و باقی خیال کرے۔ جس وقت تک محویت اور بیخودی نہ پیدا ہوجائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اسکے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔

دوسرا مراقبہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خیال کرے کہ جسطرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اسی طرح اسکا نور تمام عالم میں ہے۔ اور مستغرق ہوجائے اور ایسا ہی اس اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیْکُمْ

آیت کا مراقبہ اور اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار و کیفیات ظاہر ہوتے ہوں تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں

اول مراقبہ توحید افعالی اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات و سکنات کو خدا کے حرکات و سکنات جانے اور ظاہری کام کرنیوالوں کو آلہ اور خدا کو فاعل حقیقی خیال کرے۔ اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا

شعر
مردان نفس ہوا شکستند — از نیک و بد زمانہ رستند
در بحر فنا چو غوطہ خوردند — جز حق ہمہ را وداع کردند

دوسرا مراقبہ توحید صفاتی اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہوجائے۔ اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں قلمبند کئے جاسکتے۔ مختصراً یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو

لہ خدا زمین و آسمان کا نور ہے ۱۲ ؎ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پائے گی ۱۲ ؎ تم جہاں کہیں ہوگے تم کو ضرور پالیگی خواہ مستحکم گھرے ہوئے برجوں میں ہو ۱۲ شہید

؎ جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہوجاتے ہیں انکو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا اور جب دریائے فنا میں غوطہ لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہوجاتے ہیں ۱۲ شہید

کثرت فی العالم کا منبع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھہرے اور اُن انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب ہیں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجود مطلق کے حجاب ہیں دربار الٰہی میں عجز و انکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گزر جائے۔ اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے (جو لطیف اور بے رنگ ہے) کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اسکو غرض اصلی سمجھکر ٹھہر جاتے ہیں مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ پردے با آسانی طے ہو جائیں گے اور ذات مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہو گا۔ اور اس جگہ عجیب و غریب حالات پیش آئینگے اسکو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اسکی کوئی انتہا نہیں۔ اور یہ مقام سلوک و معرفت کا منتہا خیال کیا جاتا ہے۔

تیسرا مراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے۔ اور توحید ذاتی یہ ہے کہ کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہو سکتا ہے۔ مجملاً یوں سمجھنا چاہیئے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے انشاء اللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور باتعلق میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہیئے۔

ذکر برائے شفائے مریض

در راست یَا اَحَدُ چپ یَا صَمَدُ وطرف آسمان بادِ تُرُ در دل یَا فَرْدُ ہزار بار بگوید۔

فائدہ:۔ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہیئے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے مشکل ہٹے۔ اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو، اور اس سے حضوریت اور محویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اس کے ایک لحہ بھی موقوف ہو جانے میں جان کی ہلاکت کا ڈر رہے۔

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

سالک داہنے سَبُّوحٌ اور بائیں قُدُّوسٌ اور آسمان کی طرف ربُ الملائکۃ اور قلب پر والرُّوح کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے، تو جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہو گی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی۔ دو ہزار ضربیں ایک نشست میں جلد...

آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بائیں یا صَمَدُ اور سر شانے کی طرف پھیر کر یا حَیُّ اور دل میں یا قَیُّوْمُ کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کیلئے اسیطرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے

بیمار کی شفا کیلئے ذکر

داہنے یا اَحَدُ اور بائیں یا صَمَدُ اور آسمان کی طرف یا وِتْرُ اور دل میں یا فَرْدُ ایک ہزار بار کہے۔

مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کا ذکر

نماز تہجد کے بعد ایک ہزار مرتبہ داہنی طرف یا حَیُّ اور بائیں طرف یا قَیُّوْمُ اور آسمان کی طرف یا وَهَّابُ اور دل میں یا اَللّٰہُ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

کشف قبور کے واسطے ذکر

پہلے اکیس بار یا رَبُّ کہے اور آسمان کی طرف یا رُوْحُ اور قبر پر یا رُوْحُ اور دل پر یا رُوْحُ الرُّوْحُ کی ضرب لگائے انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ

پہلے قبر کے پاس بیٹھکر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اَکْشِفْ لِیْ یا نُوْرُ اور دل پر اَکْشِفْ لِیْ یا نُوْرُ اور قبر پر عَنْ حَالِہٖ کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کرکے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا اَحْمَدُ اور بائیں طرف یا مُحَمَّدُ اور دل میں یا رَسُوْلَ اللّٰہِ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہو گی۔

حاجت براری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اُسکے موافق اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے۔ مثلاً کشائش رزق کے واسطے یا رَزَّاقُ اور مریض کی شفا کیواسطے یا شَافِی اور موذی جانوروں سے بچنے کیواسطے یا حَفِیْظُ اور فاتحہ کیلئے یا صَمَدُ اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے یا مُذِلُّ اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یا حَیُّ یا قَیُّوْمُ و علٰی ہٰذا القیاس۔

تیسرا باب حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی۔ اجازت ملجانے پر اسمیں مشغول ہوجاتے ہیں اور ممانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اسکی قسمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توجہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

استخارہ کا طریقہ

عشاء کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے صدق دل سے اَستَغفِرُ اللّٰہَ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الحَیُّ القَیُّومُ وَاَتُوبُ اِلَیہِ[1] ایکسو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہوں سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا۔ اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے مجھ کو شریعت محمدیؐ کا پابند کردے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یاایہا الکفرون خشوع و خضوع سے پڑھے اور بارگاہ الٰہی میں روئے اور سلام پھیر کے ایک سو ایک بار کلمۂ تمجید پڑھکر ہاتھ اٹھاکر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے میں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے۔ اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے، اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے تو یہی بشارت ہے۔ پس مرشد کو چاہیئے کہ مرید کو اسم ذات بواسطہ لطائف ستہ کی اسطرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملاکر آنکھیں بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اسکی ذات کا غیر نہ تصور کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتی الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور اُن کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار اور برکتوں سے پُر ہیں اور یہی لطائف کہلاتے ہیں۔ اوّل لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سرخ[2] ہے دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ داہنے پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے تیسرے لطیفہ نفس

[1] میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جسکے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۲ شہید [2] مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اسی وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہیئے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ۱۲ شہید۔

اس کی جگہ ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے چوتھے لطیفۂ سرّی اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفۂ خفی اس کی جگہ ابرو کے اوپر ہے اور اس کا نور نیلگوں ہے چھٹے لطیفۂ اخفیٰ اس کا مقام ام الدماغ ہے اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

فائدہ:۔ سالک کو ان چھ لطیفوں کا یہانتک ذاکر ہونا چاہئے کہ خود اُن کے ذکر سے واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفۂ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے اور بارگاہِ الٰہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو میں چمٹوا کے بغیر زبان ہلائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود ہمت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے مُنہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اُس کے دل میں آنے سے روک کر اُسکے قلب کو اپنی طرف جذبۂ قلبی سے مائل کرے تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہو جائے اسی طرح ایک گھنٹہ سے کم وبیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگانِ سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے۔

فائدہ:۔ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشیمن ہے اور اسکو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں۔ اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبدءِ فیض سے قلب حقیقی کے واسطہ سے اسکو فیض پہنچتا ہے۔

جب لطیفۂ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فنائے قلبی ہو جائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہیئے۔ اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں تکلف کی ضرورت نہ ہو۔

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اسکو ان میں محو نہ ہونا چاہیئے بلکہ خدا کے منزہ اور پاک ہونے کا خیال ہونا چاہیئے اور لطیفۂ قلبی میں نفی و اثبات بھی تعلیم کیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹھ بند کر کے سانس ناف کے نیچے سے نکالکر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکالکر گلے تک پہونچا کر الٰہ کو گلے سے لطیفۂ روحی تک لاکر الا اللہ کی اسطرح دل پر ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہنچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور رہے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہانتک کہ اکیس مرتبہ تک پہونچائے لیکن طاق عدد کا اور مد وشد کا

خیال رکھے تاکہ اثر ظاہر ہو اور اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہئے۔ اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور حالت اثبات میں جذباتِ الٰہی کا ظہور رہو۔ اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہیئے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غالب ہو جائے اور معشوق کا نام بھولکر جلوۂ معشوق میں محو ہو جائے۔

لطائف ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچکر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اُس پر ٹھہرائے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اُسکے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے۔ بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر حبس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے۔

ذکر جاروب کا طریقہ

اِن لطائف میں۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت سے (بغیر سانس کے روکے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اُس سے کھینچکر پھر ہُو کی ضرب اُسی لطیفہ پر لگائے۔ مثلاً اگر لطیفہ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو قلب سے کھینچکر موضع روح تک لاکر ہُو کی ضرب قلب پر لگائے۔ یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہیئے۔ اور ذکر ارّہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اُس سے اُلٹا کھینچکر اسی لطیفہ پر ہُو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے لیکن جب چھٹوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور اُن میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف بیکبارگی توجہ کرنے کو فرمانا چاہیئے اور خود بھی توجہ کرنا چاہیئے تاکہ تمام لطیفے بآسانی جاری ہو جائیں۔ اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیاں ظاہر ہوں تو اُن میں مشغول ہو کر بے پرواہ نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہیئے۔

فائدہ:۔ اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اسکے تمام ہونے پر اسکو سلطان الذکر کہتے ہیں۔

سلطان الاذکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کیطرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہیئے اور مرشد کو

بھی ہر ہر چیز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور شغل میں اسقدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہانتک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نہ رکھے یہانتک تو وہی اذکار بیان کیئے گئے جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہیں اور نفس اور قالب دو عالم خلق سے ہیں، اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے۔ سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے۔ اور لطائف قالب یعنی عناصر اربعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں۔ اسکے بعد نفی و اثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں۔

نفی و اثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ میں اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے۔

شغل نفی و اثبات کا طریقہ

آنکھیں بند کرکے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملاکر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچکر دماغ میں لائے اور لا کو ناف سے کھینچکر ام الدماغ تک لیجائے اور وہاں سے الٰہ کو لطیفۂ روحی کی طرف لاکر الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الٰہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور الا اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور مبتدی لا معبود الا اللہ، اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور منتہی لا موجود الا اللہ کا تصور کرنے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر (یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی) دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے، ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اُس کا اثر پیدا ہو۔ تکرار اسمی کے اذکار کا طریقہ ختم ہوا۔ اور اکثر مشائخ نقشبندیہ کا یہ سلوک یہیں تک ہے۔ اسکے بعد مراقبات اور اذکار ہیں جو آگے بیان ہوتے ہیں۔ پہلے مرید کو فنائے افعال (جسکو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں۔

توحید افعالی کا مراقبہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا اور اُس کے فنائے صفات

مراقبہ (جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں) تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں مستہلک سمجھے یہانتک کہ حدیث کُنْتُ لَهٗ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ[1] کا مصداق ہو جائے اسکے بعد فنائے ذاتی کا مراقبہ (جسکو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی (جو سراسر نور ہے) کو دیکھ کر اپنے کو اور تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور اُسکے سوا کسی کو نہ دیکھے۔ اس توجہ سے کبھی غافل ہو جائے تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہانتک کہ اُسکے مشاہدہ کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے۔

معلوم کرنا چاہیئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کیلئے بعض ذکر تواریر تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقتِ جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشہ کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابلہ اور اُسکے نور کی وجہ سے روشن ہیں اور اُن میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ[2] اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبۂ شہود اور ذوق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا اسکو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں ولایت لطیفۂ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اسی سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں اور یہ ولایت لطیفۂ روح اعظم جو محض نور سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رتبے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اس مرتبہ میں علم لدنی و مرتبۂ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلّیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہیئے بلکہ ترقی کا آرزومند رہنا چاہیئے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شرک متصوّر ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو۔ اس کے بعد مرید کو چاہیئے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلّیوں اور مشاہدات اور ارادات (اگرچہ یہ سب لطیف ہوں) کے غلبہ اور تمام خیالات

---

[1] حدیث شریف میں ہے جو بندہ میرا ہو جاتا ہے اور مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے میں اسکے کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شہید

[2] جس نے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کر لی اُس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شہید

اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں ناحق ہوں خالی اور پاک کرے اور مرشد کی تلقین سے مراقبۂ نایافت و ورارالورا میں منہمک ہوجائے۔

مراقبۂ نایافت کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفۂ سرّی کو مذکورہ بالا واردات سے خالی کرکے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اُس کے ذہن میں ہو اسکو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اسکی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہانتک کہ نورِ یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہوجائے اسیطرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہونچائے اور کہیں سکون نہ لے۔

شعر
اے برادر[1] بے نہایت درگہیست + ہرچہ بروے میرسی بروے مایست

اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینہ سرّی تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو مرتبہ نایافت اور ورارالورار اور ولایتِ اخص (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہوجاتا ہے اور یہ ولایت لطیفۂ سرّی سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم۔

شعر
ہر کہ[2] را از فضل حق باشد مدد   این ہمہ نعمائے حق او را رسد

جب مرید لطیفۂ سرّی کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہو) خالی کرلیتا ہے تو دائرہ حقیقی میں داخل ہوجاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اسوجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الٰہی اور امداد معنوی اسکی دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبے طے کر جائے گا اور نایافت اور ورارالورار کے بعد حقیقتِ نایافت کہ مرتبۂ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیا علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسی طرح ہوسکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنایا جائے۔ مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور بلند ترین مرتبوں کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ شرک کی بُو ضرور ہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے یعنی اپنے مراتب اور صفات و کمالات کو باری تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور بجز خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اسکی پاکی بیان کرتا ہے مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیا علیہم السلام کے مرتبہ کے تشبیہ کی شان رکھتی ہے تو دل عینیت کے تصور سے

[1] اے بھائی اس درگاہ کی کوئی انتہا نہیں ہے جس مرتبہ کو تم سمجھتے ہو کہ یہاں مطلوب ہے وہاں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے ۱۲ شہید
[2] خدا کا فضل اور اسکی عنایت جسکی مدد کرتی ہے اسکو یہ سب ہمتیں حاصل ہوجاتی ہیں ۱۲ شہید

(جو اُن کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تنزیہ کے تصوّر سے بھی پاک ہے۔ (تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیرا) (خدا اُن سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا آرزومند ہو تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلّی اُس کے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلّیاں منوّر ہوں اور جسقدر غلو زائد ہوگا اُسیقدر دائرہ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے کمالات ہیں اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کیجا سکتی ہے۔
محققین فرماتے ہیں کہ انبیاء کی ولایت اور اُن کی نبوّت اگرچہ اصالت کے دائرہ میں ہیں اور دونوں ظلّی کلی ہونے سے مبرّا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوّت میں حسب حیثیت ذاتِ مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ[۱] جب اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصوّر درمیان سے دفع ہو جائے گا۔ اور حضور در حضور و نور علےٰ نور (جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہاں تو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے مراتب مجملاً بیان کیے گئے ہیں۔ اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا استاذنا شیخ محمد فاروق تھانوی سلمہ اللہ خلیفہ خاص حضرت مرشد و ہادیم قطب الاقطاب مولانا میاں جیو نور محمد شاہ جھنجانوی قدس اللہ سرّہ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہیے۔
مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبدالاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور اُنمیں ایک رسالہ "کحل الجواہر" بہت اچھا ہے اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنیکے طریقے "انہار اربعہ" مؤلفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصّل تحریر ہیں۔
اب چند اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بناء ہے لکھے جاتے ہیں یاد رکھنا چاہیے اور انکو اپنا مطمح منظر سمجھنا چاہیے اور وہ ہوش در دم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یادکرد، بازگشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زمانی، وقوف عددی، وقوف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش در دم اسکو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر بر قدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد و رفت میں

---

[۱] یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فوقیت اور فضیلت دی ہے ۱۲ شہید

پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پراگندہ نہ ہو جائے اور جمعیت خاطر حاصل۔ ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پراگندگی دل میں اثر کرتی ہے اور نظر بر قدم سے شاید سفر ہستی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہو یعنی جہاں کہیں اسکی نظر ختم ہو اسوقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرے یعنی صفات ذمیمہ کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور یہی تخلقوا باخلاق اللہ[1] کے معنی ہیں۔ اور خلوت در انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو[2] یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یاد کرد سے ذکر زبانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا۔ بازگشت یہ ہے کہ جب بار کلمۂ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بار الٰہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنا چاہیئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہداشت۔ مراقبۂ قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے۔ مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمۂ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسمار و صفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہو جائے اور وحدت مطلق اور وراء الوراء کو مدنظر رکھے۔ یادداشت ہر حالت میں اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا۔ بعضے حضور قلب کو یادداشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق کے نزدیک محبت ذاتی (جو یادداشت کے حاصل ہونے سے کنایہ ہے) کے واسطے سے خدا کا شہود اور اسکا وجود دل پر غالب ہوتا ہے اور اسکو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور (کہ خدا کی طرف پوری توجہ رہے) پوری فنا اور بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے۔ وقوف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے۔ خدا کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرے اور اگر گناہ میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں اور اسیطرح قبض و بسط میں شکر و استغفار کرنا چاہیئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں وقوف عددی نفی و اثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اور ذکر قلبی میں عدد کی رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے۔ وقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر

---

[1] خدا کے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کرو ۱۲ شہید [2] اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے ؎

شعر۔ ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل ؞ مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا۔ ۱۲ شہید

کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف رہے - یا خدا کے حضور میں دل کے اسطرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے - اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تنبیہ شرط ہے کیونکہ محققین نے فرمایا ہے کہ اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اسکو ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہو اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا القا مرید پر منظور ہو متوجہ ہو - اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی - اور لطیفۂ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اسیطرح انوار مراقبات و لطائف کے القا میں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اسکی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہونچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے تو وہ مرض اسکی طرف منتقل ہو جائے گا اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے - اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توبہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے دو نفلیں پڑھے اور درود و استغفار پڑھکر نہایت ہی خشوع و خضوع سے درگاہ الٰہی میں ملتجی ہو کہ مریض اور گناہگار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے - اسکے بعد مریض یا گنہگار کے سامنے بیٹھے اور پوری ہمت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہگار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے پھر ایک لمبا سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اسکے قالب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گرا رہا ہے - خدا مدد سے مریض شفا پائے گا اور گناہگار توبہ کرے گا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنیکا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر زندہ ہے تو اسکے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہے تو اسکی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھکو آگاہ کر اور اسکی باطنی کیفیت بتا - اور متوجہ ہو اسکی روح کی طرف اور تھوڑی دیر

اپنی روح کو اُسکی روح سے ملادے پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیتیں پائے تو سمجھے کہ نسبت اُسی شخص کی ہے۔ اور خطروں کے پہچاننے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کر کے اُسکی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا بُرا خیال دل میں آئے اُسی کی طرف سے خیال کرے۔

آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھکو اس واقعہ کی واقفیت دے۔ تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار جس طرح (پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے) حاصل ہو جائے تو پوری ہمت سے اور توجہ سے اپنی روح کو لحظہ بہ لحظہ ملأ اعلےٰ یا ملأ اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آوازِ غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اُس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے ہمت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف مائل ہو خدا کی مدد سے دور ہو جائے گی۔ اور یہ باتیں اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ منتہی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اسواسطے اُن سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ عارف کے تمام مکشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اسلئے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزوں سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف بھی واقع ہوتے ہیں اسلئے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہیئے۔

چوتھا باب قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت کے بیان میں

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اول کلمۂ طیّب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت اور تیسرے نماز پڑھنا۔ اور باقی تمام ذکر ان میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف و احادیث اور آثار صحابہؓ سے ثابت ہیں۔ یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں اُنکی خوبیاں بیان کیجائیں اور اُسکے لا انتہیٰ فضائل اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہو سکتیں اسواسطے سچے طالب کو کلمۂ طیّب کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک مقدم لا الٰہ سے غیر خدا کی

لہ کوئی معبود اور قابل پرستش نہیں خدا کے سوا نہیں سچے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے برگزیدہ بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں ۱۲

نفی پر رکھے اور دوسرا اِلَّا اللّٰہُ سے جناب الٰہی میں رکھکر خدا سے ملجائے۔ اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اسکے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہمکلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دونوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اسکے مراتب بھی لاتعداد ہیں اُن کو بھی انسان نہیں بیان کر سکتا۔ اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اُن کو مقصد اصلی بھی نہیں حاصل ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہو جاتا ہے۔ وہ سلوک کا طریقہ جو کلمۂ طیبہ کے ذریعہ سے تھا بیان کیا جا چکا۔ اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبانِ حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اوّل قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اُسکے آداب اور اُس کا استحباب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف مُنہ کر کے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل[۱] کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اسکو دیکھ رہا ہوں۔ اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے۔ اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی (جس سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے) سے پڑھے۔ یہ عام طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مدنظر رکھے، خلوت (جس میں کوئی شخص مخل نہ ہو) میں دو نفلیں ادب سے پڑھکر حضورِ قلب سے بیٹھے اور قرآن شریف سامنے رکھکر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو۔ اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر ٹھیرے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضورِ حق (جیسے شاگرد کو اُستاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقہ ہے

---

[۱] ترتیل اسکو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اسطرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آجائے اور ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ رہے مخلوط نہ ہو اور حرف اپنے مخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے ۱۲ شہید

حاصل ہو جائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تجوید کے ساتھ (جس طرح اُستاد کے سامنے پڑھتے ہیں) اور قرارت کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھے اور خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دلِ صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہیں اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہو جائے فوراً اعوذ باللہ پڑھکر قلب کو حاضر کر لے۔ جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضوریٔ حق حاصل ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر رونگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس خیال میں مستغرق ہو۔ جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو خیال کرے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سُن رہا ہے اور خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اُس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جاویگا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اُس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہیئے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً ہر نماز میں اُن کی روح اور مغز (جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الٰہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے) کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اُسے ادا کرنا اور وہاں تک پہونچنا مشکل اور اس میں بہت دقت ہے لیکن ہمت اور کوشش کرنا چاہیئے شاید خدا آسانی پیدا کر دے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا[1] اسکے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کرو کہ نماز کا دل خالص نیت، اور اس کی روح حضور قلب اور اس کا جسم رکوع و سجود وغیرہ اور اُسکے اعضائے رئیسہ ارکان، اور حواس ٹھیر ٹھیر کے پڑھنا اور قرارت کی درستی میں جبتک کہ اُنمیں سے

---

[1] جو ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود اُن کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور اُنکو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں۔۱۲

ایک بھی نہ ہوگا۔ اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہوگی۔ اور نماز کے لئے پوری پاکی بھی شرط ہے کیونکہ اُسکے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

اِنَّ اللہ لا ینظر الی صورکم و اعمالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم[1] تو جب قلب ناپاک ہے تو جسم کسطرح پاک ہو سکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہیئے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور جب تکبیر کے واسطے ہاتھ اُٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا اور وَجَّھْتُ وَجْھِیَ کہتے وقت قلب کا مُنہ تمت سے خدا کی طرف کرے اور الحمدُ للہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں اُسکی عنایت اور رحم کی امید کرے اور اسکو راسخ کرے اور مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ میں ڈر اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور الامْرُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہِ (قیامت کے دن صرف خدا کا حکم ہوگا) کا یقین کرے اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہے تو لا موجود الا اللہُ کا یقین کرے اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے۔ اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے وہ راستہ جو خدا تک پہونچا دے اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ سے وہ راستہ جو انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ سے خدا کے غصہ اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگے اور کھڑے ہونے میں شریعت طریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں اپنی فنا اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور تشہد میں اپنی محویت کا خیال کرے۔

---

[1] خدا تمہاری صورتوں اور کارگذاریوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔ اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے مکار ہیں جو جامۂ سالوس زیب جسم کرتے ہیں لیکن اُنکے قلب حد درجہ تاریک اور اُن کے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا چونکہ علام الغیوب ہے اسواسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے۔ کوئی وہ نماز جو رات بھر پڑھی جائے اور اُس میں خلوص نیت نہ ہو ہرگز قبول نہ کیجائیگی اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیت اور صرف دو ہی رکعتیں جو حضور قلب سے خدا ہی کیلئے پڑھی جائیں ضرور قبول کیجائینگی ۱۲ شہید

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نماز میں پڑھوں اسکو اپنے اوپر صادق کروں ورنہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ[۱] کے مصداق بنجاؤ گے

اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کرو اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو اور کوئی کمی ہو تو پھر لوٹاؤ۔ جب چند بار ایسا کروگے تو یقین ہے مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَّ وَجَدَ[۲] کے مطابق یہ دولت حاصل ہوجائیگی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اسکی ایجابی صفت کی متمنی رہو تاکہ صلوٰۃ حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پاؤ۔

دست[۳] از طلب ندارم تا کار من برآید ‏ ‏ یا من رسم بر جاناں یا جان ز تن برآید

پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوگی۔

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقتِ کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبودیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اُٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہوکر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہکر خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کرکے فنا کردیا اور تسبیح (یعنی سبحانک اللّٰھم الخ) اور تحمید (الحمد پڑھنے)[۴] کے بعد قراءت شروع کرے اور قراءت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیساکہ حدیث شریف میں ہے کہ جسوقت بندہ الحمد للہ رب العٰلمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے بزرگی اور بڑائی کی اور جب ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کیواسطے ہے۔

۱؎ کیا اس سے بھی زائد کوئی شخص حد سے زائد تجاوز کرنیوالا ہے جو خدا پر اتہام لگاتا ہے اور صدق کو جھٹلاتا ہے ۱۲ ۲؎ جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اُسمیں کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اسکو پاتا ہے ۱۲ ۳؎ جبتک میرا مقصود نہ حاصل ہوجائیگا میں کوشش سے ہمت بردار نہ ہونگا یا تو میں اُس تک پہونچ جاؤنگا یا میری جان نکل جائیگی ۱۲ ۴؎ الحمد کا ترجمہ سب تعریف اُس خدا کیلئے ہے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بہت رحم کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اے خدا ہم کو سیدھا راستہ دکھلا اُن لوگوں کا رستہ جن پر تو نے انعام کئے نہ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے غضب کیا اور جو گمراہ ہیں ۱۲

اور جب اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کیواسطے ہے اور جو کچھ اُس نے مانگا وہ سب اُسکے لئے ہے۔ تو جواب کے تصور میں مستغرق ہوجائے اور رکوع میں پاؤں کی پیٹھ پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور سجدے میں ناک کے نتھنے پر نظر رکھے اور اُسکی بلندی اور اپنی حقارت اور خاکساری کا تصور کرے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور التحیات کے معنی کا خیال کرے اور اس حالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہوگیا۔ نیز ہر نماز میں ان تعبد اللہ کانک تراہ کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال ذہن میں آئے تو لاصلوٰۃ الا بحضور القلب کے تصور سے دور کرے اور اسقدر آواز بلند کرے کہ خود سُن سکے بلکہ پاس والا بھی سُن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز میں بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطوں کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت محمدیہ کے نور پر (جو ستارہ کی مانند چمکتا ہے) کھڑے ہونے کی صورت میں سجدہ گاہ رکوع میں پیشانی پر اور سجدہ میں نتھنے پر اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہوجائے۔ تو جب نماز میں اسطرح مشق کریگا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہوجائے گی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور معرفتیں ظاہر ہونگی الصلوٰۃ معراج المؤمنین کا یہی مرتبہ ہے کہ مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے ملجانا ہے۔ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ اے خدا ہم کو اور تمام دوستوں کو اور تمام طالبانِ حق کو اس دولت سے مشرف فرما اور اسی میں موت دے اور اسی سے اُٹھا آمین وکرمہ بحرمۃ النبی وآلہ واصحابہ اجمعین آمین آمین آمین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہنکر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمالِ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ

والسلام علیک یارسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یانبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جسقدر ہوسکے درود شریف پڑھے اسکے بعد طاق عدد میں جسقدر ہوسکے اللّٰھم صل علےٰ محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللّٰھم صل علےٰ محمد کما ھواھلہ اللّٰھم صل علےٰ محمد کما تحب وترضاہ اور سوتے وقت اکیس بار سورۂ نصر پڑھکر آپ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منھ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھکر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھکر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو رات کو کرے اگرچند بار کریگا انشاء اللہ تعالےٰ مقصد حاصل ہوگا۔

نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سریع الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت یا دشواری پیش آئے شب چہارشنبہ اور پنجشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قل سوا سو بار اور دوسری رکعت میں الحمد سو بار اور قل ھو اللہ ایک بار پڑھے اور سو بار کہے "اے دشواریوں کے آسان کرنےوالے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے" اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور تیسری رات میں نماز وغیرہ پڑھکر برہنہ سر ہوکر داہنی آستین نکالکر گردن میں ڈالے اور گریہ وزاری سے درگاہ الٰہی میں پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی۔ اور خاندان چشتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے اسی سبب سے اس کا نام صلوٰۃ کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتی ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اُس میں استخارہ دیکھ لے مسنون استخارہ میں خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے

لہ اے خدا صلوٰۃ بھیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اُن پر درود بھیجیں اے خدا آنحضرت پر ایسا درود بھیج جسکے وہ قابل ہیں اور اُن پر ایسا درود بھیج جیسا تو پسند کرتا ہے اور جس سے تو رضامند ہوتا ہے ۱۲ شہید

بعد قل یا الایۃ اور دوسری میں قل ھو اللہ الآیۃ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد اَللّٰھُمَّ
اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ وَاِنَّکَ
تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ
اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ
فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ
وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ
وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ھو اللہ تین بار پڑھے۔ سلام کے بعد اوّل و آخر تین تین بار درود شریف پڑھکر یَاسَلَامُ سَلِّمْنِیْ تین سو ساٹھ بار پڑھے اسکے بعد یَا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ یَا بَشِیْرُ بَشِّرْنِیْ یَا خَبِیْرُ خَبِّرْنِیْ یَا مُبِیْنُ بَیِّنْ لِیْ چار چار سو بار پڑھے اسکے بعد منھ قبلہ کی طرف کرکے اور سر قطب کی طرف اور پیر دکھن کی طرف کرکے زمین پر سو رہے۔ اگر معذور ہے تو اُسکو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہوا سو جائے۔ اور اس عمل کو دوشنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے۔ اگر ایک شب میں نہ معلوم ہو تو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ جو کچھ مقصد ہوگا حاصل ہو جائے گا۔

ل اے خدا میں تیرے علم سے اچھائی طلب کرتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہوں اسلئے کہ مجھکو قدرت ہی مجھکو نہیں اور تو جانتا ہے میں نہیں اور تو غیب کا جاننے والا ہے اے خدا اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد پیش آنے والی بات اور دیر میں آنیوالی بات میں اچھا ہے تو مجھکو اسکی قدرت دے اور میرے واسطے کردے پھر اسمیں مجھکو برکت دے اور اگر تو یہ جانتا ہے ان سب چیزوں میں یہ کام میرے واسطے برا ہے تو اسے مجھ سے دور رکھ اور مجھکو اُس سے علیحدہ کردے اور جہاں کہیں اچھائی ہو اُس پر قدرت دے پھر مجھکو اُس سے راضی کردے ۱۲ ۔ ل اے جاننے والے مجھکو بتادے ۔ اے خوشخبری دینے والے مجھکو خوشخبری دے اے خبر رکھنے والے مجھے خبر دے اے بیان کرنے والے مجھ سے بیان کردے ۱۲ ۔ ل یعنی آخر سورۃ تک ۱۲ شہید
ل اے سلامتی والے مجھکو محفوظ رکھ ۱۲ شہید

دوسرا طریقہ سورۂ فاتحہ ایک بار سورۂ ناس تین بار سورۂ فلق تین بار سورۂ اخلاص تین بار سورہ کافرون تین بار (چاروں قل اور الحمد) سورۂ اذا جاء نصر اللہ پچیس بار۔ اسکے بعد جسقدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہانتک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سوجائے اور سوتے وقت داہنے ہاتھ پر پھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھکر سوئے۔

صبح وشام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشغال میں مشغول ہونیوالے کو واجبات فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اوراد و وظائف زبانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہئے۔ چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھ یا دو اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں (اور بعض لوگ بیس بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر سے پہلے اور چار سنتیں عشاء سے پہلے اور فرصت ہونیکی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح اور ایام بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دوشنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے اور ابتداء ذی الحجہ کے نو روزے اور اگر یہ نہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورہ کا روزہ اور اوائل رجب وشعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف اسقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کے فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کیساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورۂ یٰسین اور دس بار کلمہ چہارم اور سو بار سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ استغفر اللہ اکتالیس بار اور اللھم صل علی سیدنا محمد الخ جسقدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد انا فتحنا اور اگر ہو سکے ایک منزل دلائل الخیرات پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد سورۂ عم یتساءلون اور سو بار آیہ کریمہ اور مغرب کی نماز کے بعد سورۂ واقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورۂ ملک یا سورۂ سجدہ اور اکسو ایکبار یاحی یا قیوم برحمتک استغیث اور اول وآخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح وشام سید الاستغفار ایکبار اور خدا کے ننانوے نام ایکبار اور اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یاذا الجلال والاکرام اور آیۃ الکرسی اور امن الرسول سے آخر سورۃ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھا من شر ما خلق تین بار اور سورہ حشر کی آخیر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو

السمیع العلیم تین بار اور رضیت باللہ ربًا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیًا صلے اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب البحر ایک بار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایکبار اور سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر تینتیس تینتیس بار اور چوتھا کلمہ یعنی[1] لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت وھو حیّ لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر پڑھے۔ اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم بارک لنا فیہ اور کھانیکے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتیوقت الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین تین بار اور سورہ کہف کے آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اُٹھے تو کلمۂ چہارم پڑھے اور پاخانہ جاتیوقت اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث اور نکلکر غفرانک اور ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے بسم اللہ واللہ اکبر۔ اللھم انی اسألک رضاک کہنے کی عادت ڈالے اور نیز نماز فجر و عصر کے مسبعات عشر[2] پڑھے اور بھی بہت سے اوراد ہیں اگر کرنا چاہے تو دوسری حدیثوں میں جیسے حصن حصین وغیرہ میں دیکھے۔ باقی ہرحالت میں اشغال قلبی میں مشغول رہے۔ اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اسکے بعد سورہ الم نشرح اُناسی بار، درود شریف سو بار پڑھے اور اسکے بعد ایکہزار بار سورہ اخلاص اسکے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المہمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا ارحم الراحمین پڑھے۔

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور مہم کیواسطے وضو کر کے قبلہ کیطرف منھ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اُسکے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملجاء ولا منجاء من اللہ الا الیہ پڑھکر الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار پڑھکر دس بار درود شریف پڑھکر ختم کرے اور اپنی مراد خدا سے مانگے۔

[1] کوئی پروردگار سوائے خدا کے نہیں ہے کوئی اسکا شریک نہیں اُسی کا ملک اور اُسی کے واسطے تعریف ہے وہ زندہ ہے اور وہ زندہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہ فنا ہو گا۔ اسکے قبضہ میں اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ شہید [2] یعنی وہ دس چیزیں جو سات سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۂ فاتحہ سورہ ناس سورہ فلق سورہ اخلاص سورہ کافرون آیۃ الکرسی کلمہ تمجید درود شریف اور اللھم اغفر لنا الاحیاء منھم والاموات اور اللھم یا رب افعل لی ولھم عاجلا و اجلا فی الدین والدنیا والاخرۃ انت اھل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اھل انک غفور حلیم جواد کریم ملک بر رؤف رحیم ۱۲ شہید

ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہوجانے کیلئے پہلے دو نفلیں پڑھے اسکے بعد ایک سو گیارہ بار سورۃ الم نشرح بعدہٗ کلمہ تمجید ایکسو گیارہ بار اور سورۃ یٰسین ایکبار پڑھے اور اگر بڑا ختم کرنا ہے تو سورۃ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایکسو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اسکے بعد ایکسو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور اُنکے دفعیہ کا طریقہ

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکریں اور تشویشیں ہر طالب کی راہِ سلوک میں مانع ہوتی ہیں اور یہ بہت سخت مرض ہے۔ بزرگوں نے اُسکے علاج تجویز کئے ہیں۔ اگر بُرے خیالات کیوجہ سے اشتغال اور نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوت جسمیں شور وغل کی آواز نہ آسکے میں بیٹھے اور معوذتین اور قل ہو اللہ تین تین بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع الخ تین بار پڑھے اور تین دفعہ اعوذ پڑھکر بائیں شانے کیطرف پھونک کر اور کھڑے ہوکر دوگانہ پڑھے اور جتنے بار ہوسکے اللّٰھم طھر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک ابدًا یا اللہ یا اللہ یا اللہ اسکے بعد بائیں طرف یا نور داور داہنی طرف یا نور سا اور دل میں یا نور کی ضرب لگائے اور تکرار کرے اور اگر پھر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کرکے اُسی ذکر میں مشغول ہوجائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہوجائیگی پھر نفی و اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کیساتھ مشغول ہوجائے اور مدوشد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا فعال یا فتاح یا باسط میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہوجائے اگر پھر بھی خیالات نہ دور ہوں اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کیساتھ نفی و اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کیساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ھو الاول ھو الاٰخر ھو الظاھر ھو الباطن وھو بکل شیٔ علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہوجائے گا اور تمام خیالات دور ہوجائیں گے۔

تفرقوں کی کیفیت اور انکا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے۔ اسکی یہ صورت ہے

کہ عاشق خدا کے وصل کے آرزومند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذاتِ خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستی اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو یک لخت اسکی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام کا ترک کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی ہیں اور حواس کے فتور کی وجہ سے فرحت وانبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں۔ اسکا علاج یہ ہے کہ نفس کو اُسکے مباح چیزوں کی خواہش میں خود مختار کر دے اور اسوقت ریاضت چھوڑ دے جبتک کہ شوق اور انشراحِ طبیعت اور مستی پھر پیدا ہو جائے۔ اور کبھی اسکا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جرأت نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی ہمت ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی ہمت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہونا ہے۔ اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دین پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین وایمان کو مال وزر پر فدا کر دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اُسمیں پیدا کر دیتا ہے جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ہمت جمع کرے اور لاتقنطوا من رحمۃ اللہ پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کیساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہنا ہے جسکی تاریکی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اُسکے سبب سے پریشانی اور رنج وناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے۔ یا اس کا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جسقدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اُسیقدر اُس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا مختل ہونا ہے کہ سوداوی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور قے کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے۔ یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے۔ یا اس کا سبب غربا پر ظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کرنا ہے اس کا علاج اس خلل کا دور کرنا ہے۔ یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤں کا کھا لینا ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اُنکو چھوڑ دے اور توبہ کرے۔ اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی (جو شیطان سے ہوتی ہے) کی وجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور جسقدر ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے اس کا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہے۔ علاوہ اس کے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنے کیواسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کیساتھ نفی واثبات کرنا چاہیئے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونے کیلئے حضرات اہل طریقت نے چلے مقرر کئے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں، اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کئے جا سکتے۔

طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضامندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کیواسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے۔ تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسویں تاریخ عصر کی نماز سے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ۔ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمہ تمجید پڑھکر مرشد کے واسطہ سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ کہے اور داہنا قدم رکھے۔ اسکے بعد اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک کہکر داخل خلوت ہو اور دو نفلیں ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ پڑھے اور قبلہ کیطرف منھ کرکے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اسکے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اسکو مرشد سے پہونچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔ اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں۔ ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا، طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا۔ اور درود شریف پڑھنا، ہمیشہ ذکر کرنا۔ ان تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہیے اور انمیں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتوں یعنی اکیس تئیس پچیس ستائیس انتیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔ اسکے سوا اور راتوں میں رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے۔ جب آخر کی تہائی رات آئے اٹھکر حاجت سے استنجا اور وضو کرے پھر تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے تو مغرب کی نماز کے بعد دوگانہ پڑھکر خلوت سے باہر آئے۔

خلوت کی شرطیں

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں۔ **اوّل** ہمیشہ باوضو رہے اور جسوقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔ **دوسرے** ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب کے پہلے افطار کرے، اور عشار کی نماز کے بعد کھانا کھانا۔ اگر اس سے پریشان ہوجاتا ہو تو مغرب اور عشار کے

ؒ کیونکہ حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال اور آفتاب نکلتے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ شہید ؒ لیکن اگر ابر ہو تو مغرب کی نماز کے بعد احتیاطاً روزہ کھولنا افضل ہے ۱۲ شہید۔

درمیان میں بھی کھا سکتا ہے۔ **تیسرے** کھانا کم کر دینا کہ معدہ کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کر دے اور اسقدر کم نہ کرے کہ ضعف کیوجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لیجائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے۔ غرض کھانا کم کھانیسے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیہ زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے۔ **چوتھے** سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہئے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہو جاتا ہے **پانچویں** ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور انا جلیس من ذکرنی[1] کا تصور کرنا ہے اسطرح کہ غفلت نہ آنے پائے۔ اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے **چھٹے** خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کے (خواہ اچھا ہو یا برا) خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے **ساتویں** دل کا شیخ سے ہمیشہ ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہونچانے کیلئے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے۔ تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کیطرف متوجہ رہے یہانتک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رک جاتی ہے۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کیلئے ضروری مسائل سیکھنا چاہئے کتاب اور سنت اور آثار صحابہؓ کی پیروی کرنا چاہئے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہئے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں **رباعی**:۔ [1]خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ + دہ[2] چیز بروں کن از درون سینہ + حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت + بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ + اسکے بعد قلب کو صاف کرنا اور جلا دینا (جس سے مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے) چاہئے چنانچہ اس دوسری رباعی میں اسطرف اشارہ ہے۔ **رباعی**:۔ خواہی[2] کہ شوی بمنزل قرب مقیم + نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم + صبر و شکر و قناعت و علم و یقین + تفویض و توکل و رضا و تسلیم + **فائدہ**:۔ سالک کو چاہئے کہ شرع کے

[1] اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو۔ لالچ آرزو غضب جھوٹ غیبت کرنا کنجوسی حسد ریا کبر کینہ ۱۲ شبیہ۔ [2] اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرو تو اپنے نفس کو نو چیزوں کی تعلیم دو۔ صبر کرنے شکر کرنے قناعت کرنے علم پر یقین کرنے اپنے کاموں کے سپرد کر دینے اور حوالہ اختیار کر دینے اور اس کی رضامندی پر راضی رہنے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۲ شبیہ۔

احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اُسکے ممنوعات سے پرہیز کرے اور پرہیزگاری اور خوف خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور اُن چیزوں سے جنکو خدا نے منع کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتوں سے اُسکا تدارک کرے اور بد دوسرے وقت پر نہ اُٹھا رکھے اور با جماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنیسے بچے اُسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اوراد و نوافل کے زیادہ کرنے کی طرف متوجہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہ ہو۔ جب اُنمیں لطف اور مزہ پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کیلئے کرے کشف و کرامات میں لطف نہ حاصل کرے بلکہ اُنسے بیزار ہو اور بسط کیحالت میں شکر ادا کرے اور شریع کی حدول کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہو جائے اپنے کام میں مصروف رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی جاہل کیسامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا فائدہ نہ دیگا۔ دل ایک آئینہ ہے اسمیں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور عزت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے اس سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور بیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ اور مردانہ وار گامزنی کرے اور خوشی و غم کو بالائے طاق رکھے اسواسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور جو شخص سنت رسولؐ کا پابند اور ہمجنس نہو اُسکی صحبت میں نہ شریک ہو اگرچہ اُس شخص سے کرامتیں اور خرق عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اُڑے۔ اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے اور اچھے برے سے خوش اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور نیستی کو اپنا طریقہ بنائے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہو اور جو باتیں پیش آئیں اُنکو خدا کیطرف سے سمجھے اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہونچائے اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مدنظر رکھے نہ اسقدر کھائے کہ کاہل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کیوجہ سے عبادت نہ کر سکے اسیطرح ہر کام میں افراط و تفریط سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اُس سے کام بھی لے۔ اور بہتر تو کما کر کھانا ہے اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ رکھے اور کسی سے امید اور خوف نہ رکھے

اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام رہے اور ہر جگہ خدا کیساتھ رہے اور تھوڑی اور زائد نعمت کا شکر ادا کرے اور تنگدستی اور فاقہ اور روپیہ کی کمی سے پریشان نہو جائے بلکہ اُس میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ اُس نے اولیار اور انبیا کا مرتبہ مجھکو عنایت فرمایا ہے اور اپنے متعلقین سے مہربانی اور نرمی سے پیش آئے اور اُن کی غلطیوں سے درگذر کرے اور اُنکے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور مسافر پروری اور مہمان نوازی اپنی عادت کرے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور علمار اور صلحار کی خدمت میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اسکو اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہونچا سکے اور کسی چیز سے قلبی تعلق نہ رکھے اور ہستی و نیستی کو برابر سمجھے اور فقیروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جسقدر کپڑا اور کھانا میسّر ہو اُس پر قناعت کرے اور ایثار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور روئے زائد۔ اور خدا کے عذاب اور اسکی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنیوالی ہے ہمیشہ نظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب فجر کی نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے اور سچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک ہو اور جہالت کی رسموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے

بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کرنیوالا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنیوالا اور نیکوکار اور باوقار ہو اور یہی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہئے کہ غرور نہ کرے اور اپنے کو اچھا نہ سمجھے اور اولیار اور مشائخ کی قبروں کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فرصت کے وقت اُن کی قبروں پر آکر روحانیت سے اُنکی طرف متوجہ ہو اور اُنکی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر کے

لہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخری یعنی فقیری پر مجھکو فخر ہے ۱۲ تشہید لہ قرآن شریف میں اسکی سخت ممانعت ہے اور فرمایا گیا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایحبّ احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً غیبت کرنا اور اپنے مردہ بھائی کا کچا گوشت کھانا برابر ہے ۱۲ تشہید لہ حدیث میں ہے تم پر علمار کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جسطرح مردہ زمین پانی سے سرسبز و شاداب ہوجاتی ہے اسیطرح مردہ دل حکمت کے نور سے زندہ ہوجاتے ہیں ۱۲ تشہید لہ گناہوں کا حساب ۱۲ تشہید ۵ کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب اجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانیسے آخرت اور موت یاد آتی ہے ۱۲ تشہید

فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جاکر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور اُنپر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کیجگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں۔ نیز جو شخص مجھ سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہری و باطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہو کہ میں اُنکی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں اور اُنکی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ اُنکے ایسے لوگ اس زمانہ میں نہیں پائے جاتے ہیں اور اُنکی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) اُنکے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہیگا خدا اُنکی عمر میں برکت دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہونچائے اور اُنکے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں قیامت تک اُنکا فیض جاری رکھے۔ اللّٰہم اغفر لنا و لوالدینا و لاستاذنا و المشائخنا و احبابنا و لجمیع المؤمنین والمؤمنات الاحیاء منہم والاموات برحمتک یا ارحم الراحمین آمین آمین آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہیئے کہ حقیر فقیر ننگ خاندان بزرگان طریقت کا بدنام کرنیوالا روسیاہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوران پیشوائے عارفاں نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میاں جیو شاہ نور محمد صاحب جھنجانوی قدس اللہ سرہٗ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہے اور اُنکو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبد الرحیم ولایتی سے اور اُنکو حضرت عبد الباری امروہی اور اُنکو شاہ عبد الہادی امروہی اور اُنکو شاہ عضد الدین اور اُنکو شاہ محمد مکی اور اُنکو شاہ محمدی اور اُنکو شاہ محب اللہ الہ آبادی اور اُنکو شیخ ابو سعید گنگوہی اور اُنکو شیخ نظام الدین بلخی اور اُنکو شیخ جلال الدین تھانیسری اور اُنکو قطب العالم عبد القدوس گنگوہی اور اُنکو شیخ محمد عارف ردولوی اور اُنکو شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی اور اُنکو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور اُنکو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر اور اُنکو شیخ فرید الدین گنجشکر مسعود اجودھنی اور اُنکو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور اُنکو خواجہ معین الدین حسن سنجری اور اُنکو خواجہ عثمان ہارونی اور اُنکو خواجہ حاجی شریف زندنی اور اُنکو خواجہ مودود چشتی اور اُنکو خواجہ ابو یوسف چشتی اور اُنکو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور اُنکو خواجہ ابو اسحٰق شامی اور اُنکو خواجہ ممشاد علی دینوری اور اُنکو خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری اور اُنکو خواجہ حذیفہ مرعشی اور اُنکو خواجہ ابراہیم ادہم بلخی اور اُنکو خواجہ اجمال الدین فضیل بن عیاض اور اُنکو خواجہ عبد الواحد بن زید اور اُنکو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اور اُنکو امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور اُنکو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین

اپنے والدین کو اور استادوں کو اور مشائخ و دوستوں اور تمام زندہ اور مردہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو اپنی رحمت

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقۂ نظامیہ کی اجازت حضرت عبد القدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم اودھی سے حاصل ہے اور انکو سید بدھن بہرائچی اور انکو سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے اور انکو خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور انکو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء بن احمد بدایونی اور انکو خواجہ فرید الدین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم عبد القدوس گنگوہی کو طریقۂ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم اودھی سے اور انکو سید بدھن بہرائچی سے اور انکو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے انکو شیخ حمید بن عیسےٰ سے انکو شیخ حمید بن ابو القاسم سے انکو شیخ ابو المکارم فاضل سے انکو شیخ قطب الدین ابو الغیث سے انکو شیخ شمس الدین حداد سے انکو امام الاولیاء شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی سے انکو شیخ ابو سعید مخزومی سے انکو شیخ ابو الحسن قرشی سے انکو ابو الفرح طرطوسی سے انکو شیخ ابو الفضل عبد الواحد تمیمی سے انکو شیخ ابو بکر شبلی سے انکو شیخ جنید بغدادی سے انکو شیخ سری سقطی سے انکو شیخ معروف کرخی سے انکو شیخ داؤد طائی سے انکو شیخ حبیب عجمی سے انکو امام حسن بصری سے انکو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے انکو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلۂ قادریہ میں اپنے مرشد حضرت مولانا میاں جیو نور محمد جھنجھانوی سے انکو سید عبد الحی سے انکو سید محمد غوث سے انکو سید ابو محمد سے انکو سید شاہ محمد سے انکو سید قمیص الاعظم سے انکو سید الیاس مغربی سے انکو سید عبد الحق مغربی سے انکو مولانا مغربی سے انکو سید احمد قدسی سے انکو سید عبد القادر راسی سے ان کو سید عبد الوہاب سے انکو سید یحییٰ زاہد سے انکو سید زین الدین سے انکو سید عبد الرزاق سے انکو غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک وہی ہے۔

سلسلۂ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میراں اجمل بہرائچی کو اپنے پیر شاہ عبد الحق سے اور انکو خواجہ عبید اللہ سے انکو خواجہ مولنا یعقوب چرخی سے انکو خواجہ علاء الدین عطار سے انکو خواجہ امیر کلال سے انکو خواجہ محمد بابا سماسی سے انکو خواجہ عزیزان علی رامتینی سے انکو خواجہ محمود ابو الخیر نعقوی سے انکو خواجہ محمد عارف ریوگری سے انکو خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے انکو خواجہ یوسف ہمدانی سے انکو خواجہ ابو علی فارمدی سے انکو خواجہ امام ابو القاسم قشیری سے انکو خواجہ ابو علی دقاق سے انکو خواجہ ابو القاسم نصیر آبادی سے انکو خواجہ ابو بکر شبلی سے انکو سید الطائفہ جنید بغدادی سے انکو شیخ سری سقطی سے انکو شیخ معروف کرخی سے انکو شیخ داؤد طائی سے انکو خواجہ حبیب عجمی سے انکو امام الاولیاء حسن بصری سے انکو حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے انکو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

نیز اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میاں جیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور انکو حضرت سید احمد شہید سے انکو شاہ عبد العزیز سے انکو شاہ ولی اللہ سے انکو شاہ عبد الرحیم سے انکو شاہ عبد اللہ سے انکو

لہ نیز ابو علی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابو الحسن خرقانی سے انکو بایزید بسطامی سے انکو امام جعفر صادق سے انکو حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے انکو سلمان فارسی سے انکو امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق سے انکو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کما قال البعض

سیّد آدم بنوری سے انکو امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی سے انکو خواجہ باقی باللہ سے انکو خواجہ امکنگی سے ان کو مولانا درویش سے انکو مولینا زاہد سے انکو خواجہ عبید اللہ احرار سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

نیز۔ فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولنا و ہادینا سرحلقہ مجاہدین نصیر الدین دہلوی سے حاصل ہے اور انکو شاہ محمد آفاق دہلوی سے انکو خواجہ ضیاء اللہ سے انکو خواجہ محمد زبیر سے انکو خواجہ حجت اللہ محمد نقشبند ثانی سے انکو خواجہ محمد معصوم سے انکو حضرت مجدد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔ سے

سلسلۂ سہروردیہ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبد القدوس گنگوہی کو اپنے مرشد مرشد مرشد مرشد سید اجمل بہرائچی سے اجازت حاصل ہے اور انکو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاری سے انکو شیخ رکن الدین ابو الفتح سے انکو اپنے والد صدر الدین سے انکو اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے انکو امام الطریقۃ شیخ شہاب الدین سہروردی سے انکو شیخ ابو النجیب سہروردی سے انکو شیخ وجیہ الدین عبد القاہر سہروردی سے انکو شیخ ابو محمد بن عبد اللہ سے انکو شیخ احمد دینوری سے انکو ممشاد علی دینوری سے انکو حضرت جنید بغدادی سے انکو معروف کرخی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلۂ کبرویہ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاری کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے انکو شمس الدین بن ابو محمد بن محمود بن ابراہیم ابن ادہم سے ان کو شیخ عطا یائے خالدی سے انکو شیخ احمد باباکمال خجندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یاسر سے انکو ابو النجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالی سے ان کو ابوبکر نساج سے ان کو ابو القاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابو عثمان مغربی سے ان کو ابو علی کاتب سے ان کو شیخ علی رودباری سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

لہ نیز حضرت مجدد کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ، قلندریہ کی اپنے پیر و مرشد شیخ عبد الاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبد القدوس گنگوہی قدس سرہم سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تک۔ کما قال بعض الفضلاء ۱۲ مولانا صبغۃ اللہ شہید انصاری فرنگی محلی۔

راشد کمپنی دیوبند
(یو۔پی)